بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَ هٰذَا الشَّيْءُ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ

حضرت جناب عبداللہ بن زبیر نے فرمایا نماز میں رفع یدین حضور نے کیا پھر آپ نے چھوڑ دیا (عینی شرح بخاری ۵ ص ۲۷۲)

گفت ابن مسعود برداشت رسول خدا ما نیز برداشتیم و ترک کرد ما نیز ترک کردیم۔ جناب عبداللہ بن مسعود نے فرمایا جب تک سرکار رفع یدین کرتے رہے ہم نے بھی کیا جب آپ نے چھوڑ دیا تو ہم نے بھی چھوڑ دیا۔

(اشعۃ اللمعات)

مسئلہ رفع یدین پر ایک تحقیقی

قُرَّةُ الْعَيْنَيْنِ فِي مَسْئَلَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ

مدلل اور مختصر مگر جامع کتاب

المعروف بہ

تحقیق رفع یدین

حسب الارشاد: مرشد حقانی امینِ دولتِ مجدد الف ثانی قسیم فیض شیر ربانی جگر گوشہ سرکار کیلانی

جناب الحاج السید عظمت علی شاہ بخاری صاحب

آستانہ عالیہ نوریہ حضرت کیلیانوالہ شریف

از قلم حقیقت رقم

علامہ حکیم حافظ شفقات احمد صاحب

نقشبندی مجددی کیلانی حفظہ اللہ عن الآفات

ناشر دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَ هٰذَا شَيْئٌ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ

مشہور [illegible] صحابی رسول جناب عبداللہ بن زبیر نے فرمایا نماز میں رفع یدین حضور نے کیا پھر آپ نے چھوڑ دیا

(عینی شرح بخاری [illegible])

گفت ابن مسعود برداشت رسول خدا ما نیز برداشتیم و ترک کرد ما نیز ترک کردیم ۔ جناب عبداللہ بن مسعود نے فرمایا جب تک سرکار رفع یدین کرتے رہے ہم نے بھی کیا جب آپ نے چھوڑ دیا تو ہم نے بھی چھوڑ دیا ۔

([illegible])

مدلل اور مختصر مگر جامع کتاب	قُرَّةُ الْعَيْنَيْنِ فِيْ مَسْئَلَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ	مسئلہ رفع یدین پر ایک تحقیقی

المعروف بہ

تحقیق رفع یدین

حسب الارشاد: مرشد حقانی امین دولت مجدد الف ثانی قسیم فیض شیر ربانی جگر گوشہ سرکار کیلانی

جناب السید الحاج عظمت علی شاہ بخاری صاحب

آستانہ عالیہ نوریہ حضرت کیلیانوالہ شریف

از قلم حقیقت رقم

علامہ الحکیم حافظ شفقات احمد صاحب

نقشبندی مجددی کیلانی حفظہ اللہ عما لا یلیق

ناشر

دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

گوجرانوالہ

فہرست مضامین مندرجہ

عرض مؤلف ص ۳
احادیث کا ناسخ و منسوخ ہونا ص ۴
چند منسوخ احکام شرعیہ ص ۵
ہمارا دعویٰ اور رفع یدین ص ۸
رفع یدین کی مختلف روائتیں ص ۸
رسول اللہ کی نماز بغیر رفع یدین ص ۱۱
دعوت فکر ص ۱۲
رفع یدین اور اہلحدیثوں کی ٹکریں ص ۱۳
تمام احادیث پر ایمان رکھو ص ۱۶
جناب رسول اللہ کا صرف ایک بار رفع یدین ص ۱۷
جناب ابن عمر کا رفع یدین چھوڑ دینا ص ۱۷
ہر غیر متعصب کو دعوت فکر ص ۱۸
جناب ابن عمر کی روایت کا جائزہ ص ۲۰
طریق نبوی بزبان مرتضوی ص ۲۱
جناب علی کا رفع یدین نہ کرنا ص ۲۱
شاگردان علی و ابن مسعود ص ۲۲
جناب براء اور نماز مصطفوی ص ۲۲
جناب ابن مسعود اور نماز مصطفوی ص ۲۳
حضور اور شیخین کی نماز ص ۲۳
جناب ابن مسعود کی نماز ص ۲۳
جناب ابن زبیر اور نماز مصطفوی ص ۲۴
جناب ابن مسعود کا چیلنج ص ۲۴
جناب ابوہریرہ اور نماز مصطفوی ص ۲۶
جناب رسول اللہ کی تا وفات کی نماز ص ۲۷
جناب ابوہریرہ کی نماز ص ۲۶
جناب اشعری اور حضور کی نماز ص ۲۷
جناب ابوحمید اور حضور کی نماز ص ۲۸
جناب انس اور حضور کی نماز ص ۲۸
ام المؤمنین اور حضور کی نماز ص ۲۹
حضور کا بیان کردہ طریقہ نماز (قولی حدیث) ص ۳۰
سات مقامات پر رفع یدین ص ۳۰
وتر اور عیدین میں رفع یدین ص ۳۱
حضور کا رفع یدین سے منع فرمانا (قولی حدیث) ص ۳۲
صحابہ کا نسخ رفع یدین کا اعلان ص ۳۳
جناب عمر فاروق کی نماز ص ۳۴
عشرہ مبشرہ کی نماز ص ۳۵
امام مالک کا رفع یدین سے انکار ص ۳۵
خلفاء راشدین کی نماز ص ۳۶
جلیل القدر تابعین کی نماز ص ۳۶
محدث ابوبکر کا رفع یدین سے انکار ص ۳۶
اہلسنت کا ما انا علیہ واصحابی پر عمل ص ۳۸
مخالفین کے دلائل کا اجمالی جائزہ ص ۳۹
جناب وائل اور جناب ابن مسعود ص ۴۶
رفع یدین منوانے کی بھونڈی ترکیب ص ۴۹
اہل مولوی حضرات کا اقبال جرم ص ۴۲
دس لاکھ کا انعامی چیلنج ص ۴۳

عرضِ مؤلف

نحمده ونستعینه ونستغفره ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم وعلی آله الطیبین الطاهرین واصحابه المکرمین المعظمین وعلماء ملته واولیاء امته اجمعین ۔ امابعد ۔

برادران اسلام ۔ کائنات میں قادر مطلق صرف اور صرف خداوند قدوس کی ذات ہے اور اب کائنات میں نیابت خداوندی کا شرف صرف اور صرف اس محبوب رب العالمین ہی کے لئے مختص ہے آپ ہی شارع اسلام ہیں ۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء ۔ ۸۰) کے مطابق آپ ہی کی اداؤں کا نام شریعت ہے ۔ اور فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ (آل عمران ۔ ۳۱) کے تحت آپ ہی کی اداؤں پر عمل کرنے سے اللہ کی رضا و رحمت نصیب ہوتی ہے ۔ اور وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (نجم ۔ ۴-۳) کا ارشاد خداوندی ببانگ دھل اعلان کر رہا ہے کہ آپ جو کچھ بھی احکام نافذ فرماتے ہیں یا اپنے اقوال و افعال میں ترمیم یا تنسیخ فرماتے ہیں وہ اشارۂ و رضائے خداوندی کے مطابق ہی ہوتی ہے ۔ اور وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۔ (احزاب ۔ ۳۶) کے مطابق کسی بھی شخص کا کوئی بھی کام خواہ ظاہراً کتنا ہی مستحسن کیوں نہ ہو لیکن شریعت کی نگاہ میں وہ اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوگا جب تک کہ وہ مکمل طور پر اس طرح ادا نہ کیا جائے جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق آخری قول یا فعل ہوگا ۔ اور اس میں پھر کسی شخص کو کوئی اختیار نہیں رہتا کہ وہ اللہ اور اس

کے رسول کے فیصلے کو معاذ اللہ ٹھکرا کر اپنے کسی مولوی کے انکار کرنے کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ترمیم و تنسیخ کو نہ مانے۔ جب تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی عمل کو ادا فرماتے رہے اس وقت تک وہی مشروع تھا اور جب آپ نے کسی عمل کو ترک فرما دیا تو آئندہ کے لئے وہ عمل متروک ہو جائے گا۔ اور اصطلاح شریعت میں اس عمل کو "ناسخ و منسوخ" کہتے ہیں۔ جو پہلے والا عمل ہوگا وہ منسوخ ہوگا اور جو بعد والا عمل ہوگا اسے ناسخ کہا جائے گا

احادیث صحیحہ سے ناسخ و منسوخ کا ثبوت

جس طرح قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کے احکام نافذ ہوتے ہیں ایسے ہی احادیث مقدسہ میں بھی ناسخ و منسوخ احادیث ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان احادیثنا ینسخ بعضھا بعضا کنسخ القرآن۔ (مشکوٰۃ ۱؍۲۴ وغیرہ) مثلاً بخاری شریف میں ہے کہ جناب عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص جماع کرے لیکن انزال نہ ہو تو وہ کیا کرے تو آپ نے فرمایا کہ وہ طہارت کرے اور نماز کی طرح وضو کرے۔ نیز آپ نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔ راوی کہتے ہیں پھر میں نے یہی مسئلہ حضرت علی حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے بھی پوچھا تو انہوں نے بھی حضرت عثمان ہی کی طرح فرمایا۔ آگے امام بخاری ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک صحابی کو بلا بھیجا وہ غسل کر کے حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا کہ اگر تو جماع کرے اور انزال نہ ہو تو صرف وضو ہی کر لیا کر۔ (غسل کرنے کی ضرورت نہیں) (بخاری ۱؍ص ۳۰)

پھر امام بخاری باب غسل مایصیب من فرج المرأۃ کے تحت مذکورہ بالا روایت نقل فرمانے کے بعد ایک اور روایت نقل فرماتے ہیں کہ جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص جماع کرے اور انزال نہ ہو تو جو کچھ اس کے بدن پر لگ گیا ہو وہ دھو ڈالے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ (بخاری ج۱ ص۴۳) امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں حضرت عتبان بن مالک کے حوالے سے فرمان رسالت نقل فرمایا ہے "اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ (مسلم ج۱ ص۱۵۵) یعنی غسل تو انزال ہونے سے ہی واجب ہوتا ہے۔ پھر امام مسلم نے یہی فرمودۂ رسول جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی نقل فرمایا ہے۔ (مسلم ج۱ ص۱۵۵) پھر امام مسلم نے بھی بخاری شریف والی روایت یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک انصاری کو بلانا اور اس کا غسل کر کے حاضر ہونا اور حضور کا فرمانا کہ اگر تو جماع کرے اور انزال نہ ہو تو صرف وضو کر لیا کر۔ نقل فرمائی ہے (مسلم ج۱ ص۱۵۵) پھر امام مسلم نے وہی بخاری شریف والی روایت کہ "جناب ابی بن کعب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جماع بلا انزال کا مسئلہ پوچھا تو سرکار نے فرمایا طہارت کر کے وضو کر لے اور نماز پڑھ" (مسلم ج۱ ص۱۵۵) بیان فرمائی۔ پھر امام مسلم نے وہی بخاری شریف والی جناب عثمان کی مرفوع روایت نقل فرمائی ہے کہ بلا انزال دخول پر غسل واجب نہیں ہے (مسلم ج۱ ص۱۵۵) یعنی یہ مسئلہ کہ "آدمی جماع کرے لیکن انزال نہ ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہے" بخاری اور مسلم میں متفق علیہ طور پر صحیح، مرفوع اور صریح قولی احادیث اور صحیح آثار صحابہ سے بیان کیا گیا ہے اور یہ احادیث مقدسہ آج بھی بخاری اور مسلم کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی موجود ہیں تو کیا آج بھی بخاری اور مسلم کی ان روایات صحیحہ کو سامنے رکھ کر اہل اسلام

کا یہی عقیدہ ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرمان اذا جلس بین شعبہا الاربع ثم جہدھا فقد وجب الغسل (بخاری ج۱ ص۴۳) مسلم شریف میں اتنا زیادہ ہے وَاِنْ لَمْ یُنْزِلْ۔ (مسلم ج۱ ص۱۵۵) یعنی جب آدمی جماع کرے تو انزال ہو یا نہ ہو بہر حال دونوں پر دخول سے ہی غسل واجب ہو جائے گا۔ اب واجب العمل ہوگا۔ اگرچہ پہلی روایات صحیح بھی ہیں صریح بھی ہیں مرفوع بھی ہیں اور پھر بخاری اور مسلم کی متفق علیہ بھی ہیں۔ اور جو روایت بخاری اور مسلم دونوں میں مذکور ہو وہ سب سے اعلیٰ سمجھی جاتی ہے۔ لیکن وہ تمام روایات اگرچہ ان کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک بھی ہو تو بھی یہ ایک ہی روایت ان سب کی ناسخ ہوگی اور وہ تمام روائتیں بیک قلم منسوخ ہو جائیں گی۔ اگرچہ بطور ریکارڈ ذخیرۂ احادیث میں قیامت تک موجود رہیں گی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بیسیوں منسوخ الحکم آیات موجود ہیں ان کی تلاوت بھی کی جاتی ہے انہیں آیات قرآنی کا درجہ بھی حاصل ہے لیکن ان پر عمل منسوخ ہو چکا ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلم قانون ہے۔ کَانَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَنْسَخُ حَدِیْثُہٗ بَعْضُہٗ بَعْضًا کَمَا یَنْسَخُ الْقُرْآنُ بَعْضُہٗ بَعْضًا۔ (مسلم نمبر ا ص۱۵۵) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث بھی بعض احادیث کو اسی طرح منسوخ کر دیتی ہیں جس طرح قرآن پاک کی بعض آیات بعض کو منسوخ کر دیتی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر یہ بخاری اور مسلم سے صرف ایک مثال پیش کی ہے ورنہ کتب احادیث کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ بیسیوں ایسے احکام ہیں جن پر ابتداءً عمل ہوتا تھا پھر وہ منسوخ ہو گئے۔ اور اگرچہ آج بھی وہ روایات صحاح ستہ وغیرہم میں موجود ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ مثلاً ابتداءً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا پھر اجازت دیدی (مسلم ج۱

ص۳۱۴ وغیرہ) ابتداءً اونٹ کا گوشت کھانے سے دوبارہ وضو کرنے کا حکم فرمایا (مسلم ج۱ ص۱۵۸) پھر یہ حکم ترک فرمادیا۔ (مرقاۃ) ابتداءً نماز میں تطبیق (دونوں ہاتھ ملا کر رکوع میں رانوں میں رکھ لینا) کا حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا (بخاری ص۱۰۹) ابتداءً شراب پینا جائز تھی پھر حرام ہوگئی (قرآن وحدیث) ابتداءً نماز میں ادھر ادھر دیکھ لینا، بات چیت کر لینا، سلام وجواب کر لینا جائز تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ (بخاری ص۶۵۰) ابتداءً حضور کے لئے تہجد فرض تھا پھر نفل قرار دے دیا گیا (قرآن وحدیث) ابتداءً رمضان شریف کی راتوں میں بھی جماع ممنوع تھا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ (قرآن وحدیث) ابتداءً اگر روزہ دار افطاری کئے بغیر سو جاتا تو بعد میں پھر اسے دوسری شام تک کھانے کی اجازت نہیں تھی۔ پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ (قرآن وحدیث) ابتداءً صاحب استطاعت کو اجازت تھی کہ اگر وہ روزہ نہ رکھنا چاہے تو تو اس کے بدلہ میں کسی کو دو وقت کھانا کھلا دے پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا (قرآن وحدیث) ابتداءً شرمگاہ کو ہاتھ لگانے پر دوبارہ وضو کا حکم دیا جاتا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ (ابوداؤد ج۱ ص۲۴، ترمذی ج۱ ص۱۳، محلی ج۱ ص۱۹۶ صحیح ابن احبان ج۲ ص۱۶۹، طبرانی کبیر ج۸ ص۴۰۱، مسند احمد ج۲ ص۴۵۸، ابن ماجہ ص۳۸، نسائی ج۱ ص۳۸) ابتداءً بیوی کا بوسہ لینے سے وضو لوٹانے کا حکم تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ (نسائی ج۱ ص۳۹، ترمذی ج۱ ص۱۴ ابن ماجہ ص۳۹ وغیرہ) ابتداءً عاشورے کا روزہ لازم تھا رمضان شریف کے روزوں کے حکم کے بعد لزوم منسوخ ہوگیا۔ (بخاری ص۶۶۵ وغیرہ) پہلے سب نمازیں دو دو رکعات ہی تھیں پھر یہ حکم تبدیل ہوگیا۔ (بخاری ص) پہلے پردہ کا حکم نہ تھا پھر وہ اجازت منسوخ ہوگئی۔ (قرآن وحدیث)

غرضیکہ اس طرح کے بہت سے احکام ہیں جن کا ذکر صحیح احادیث میں موجود ہے اور کئی کئی کتب احادیث میں کئی جگہ یہ روایات لکھی ہوئی

مل جائیں گی۔ لیکن عمل ان پر نہیں ہوگا بلکہ انما یؤخذ بالآخر من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری) کے تحت بعد والے حکم پر عمل ہوگا اور پہلا حکم منسوخ تصور کیا جائے گا۔ البتہ بطور ریکارڈ وہ منسوخ الحکم حدیث بھی ذخیرۂ احادیث میں موجود رہے گی۔ فافهموا یا اولی الابصار۔

مسئلہ رفع یدین میں ہمارا دعویٰ

اسی طرح ہمارا دعویٰ ہے کہ دوران نماز رفع یدین ایک ایسا عمل ہے جو ابتداءً ہوتا رہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک فرما دیا۔ اور وہ حکم منسوخ ہوگیا۔ اور اب سنت نبویہ اور سنت صحابہ کے مطابق صلوا کما رأیتمونی اصلی۔ اور ما انا علیہ واصحابی۔ کے تحت صرف ابتداء نماز میں تکبیر تحریمہ ہی کے ساتھ رفع یدین کیا جائے گا۔ اس کے بعد پھر پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی من چلا بزعم خویش اہلحدیث دراصل اہل مولوی اس ناسخ و منسوخ کے عمل کو نہیں مانتا تو پھر اس پر لازم ہے کہ احادیث کی کتابوں میں جو جو بھی احکام منقول ہیں ان سب پر عمل کرے بلکہ پھر تو منکرین حدیث کا یہ اعتراض بھی صحیح ماننا پڑے گا کہ حدیث میں ایک جگہ کسی بات کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو دوسری جگہ اسی کام سے منع کیا جارہا ہوتا ہے لہذا حدیث کی روشنی میں پھر "دو اسلام" والی بات صحیح ہوجائے گی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اثبات رفع یدین کی مختلف روائتیں

جب باقی تمام احکام میں ناسخ و منسوخ کے قانون کو تسلیم کیا جاتا ہے تو رفع یدین کے بارے میں کیوں اس قانون کو ماننے سے انکار کیا جاتا ہے۔ اور اگر واقعی دوران نماز رفع یدین کا حکم منسوخ نہیں ہوا تو پھر

ذرا غور سے بگوش ہوش سنیں کہ۔ ملا صحیح احادیث میں موجود ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی کل تکبیرۃ من الصلوٰۃ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران نماز تمام تکبیرات پر رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ دیکھو (ابوداؤد ج۱ ص۱۰۵، ابن ماجہ ص۶۲، دارمی ص۱۴۵، سنن الکبریٰ ج۲ ص۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۳۴، شرح معانی الآثار ج۱ ص۲۲، مسند امام احمد ج۳ ص۳۱۰، زاد المعاد ج۱ ص۱۴۳، دراسات اللبیب ص۱۹۰ وغیرہ) نیز اس عمل کا ذکر دارقطنی ج۱ ص۲۸۹ اور مؤطا امام محمد ص۹۲ پر بھی موجود ہے۔ تو کیا دوران نماز رفع یدین کے قائل حضرات بھی ہر تکبیر پر اور ہر اٹھتے اور بیٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہیں؟ اور اگر نہیں کرتے تو کیوں؟ کیا یہ فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحاح ستہ کی صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہو رہا؟ کیا ان حضرات کے پاس تمام تکبیرات انتقالیہ کے ساتھ رفع یدین کرنے کی اس سنت نبویہ کے منسوخ ہونے کی کوئی صریح دلیل موجود ہے؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ اور اگر حضور کا یہ فعل صحاح ستہ کی صحیح احادیث سے ثابت ہو رہا ہے اور آپ کے پاس اس کے نسخ کی کوئی صریح دلیل بھی موجود نہیں ہے تو پھر ان تمام تکبیرات یعنی ۱۔ افتتاح نماز کے وقت ۲۔ رکوع میں جاتے وقت ۳۔ رکوع سے اٹھتے وقت ۴۔ سجدہ میں جاتے وقت ۵۔ پہلے سجدہ سے اٹھتے وقت ۶۔ دوسرے سجدے میں جاتے وقت ۷۔ دوسرے سجدے سے اٹھتے وقت۔ میں سے بعض مقامات پر رفع یدین کرکے اور بعض مقامات پر رفع یدین نہ کرکے آپ اتنی احادیث کا انکار کر رہے ہیں۔ پھر تو دوران نماز بالکل رفع یدین نہ کرنے والا اور آپ ایک ہی جیسے ہوئے۔ کیونکہ اگر وہ دوران نماز رفع یدین نہ کرکے آپ کے نزدیک صحیح احادیث کا منکر ہو رہا ہے تو آپ بھی تو کئی مقامات پر رفع یدین چھوڑ کر کتنی صحیح احادیث

کے منکر ہو رہے ہیں۔ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے۔
فما ھو جوابکم فھو جوابنا
نمبر (2) نیز احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ فی صلوٰتہ واذا رکع واذا رفع رأسہ من الرکوع واذا سجد واذا رفع رأسہ من السجود حتی یحاذی بھا فروع اذنیہ دیکھو۔ نسائی ج۱ ص۱۶۵ تین سندوں کے ساتھ۔ باختلاف الفاظ، ابن ماجہ ص۶۲ جزء البخاری ج۹ ص۱، ص۲۰، ص۲۴، سنن الکبریٰ بیہقی ج۲ ص۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۳۵ دو سندوں کے ساتھ، کنز العمال ج۸ ص۹۶، مجمع الزوائد ج۲ ص۱۰۲ وغیرہ۔ تو کیا دوران نماز رفع یدین کے قائل حضرات صحاح ستہ کی ان صحیح روایات کو مانتے ہوئے سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرتے ہیں؟ اور اگر نہیں کرتے تو کیوں؟ کیا آپ کے پاس سجدوں کے وقت رفع یدین کے نسخ کی کوئی صریح دلیل ہے؟ کیا صرف اس لئے کہ آپ کے مولوی صاحب نے کہا ہے کہ یہاں رفع یدین نہیں کرنا؟ جب صحیح حدیث اور وہ بھی صحاح ستہ کی حدیث موجود ہے تو پھر آیئے اور سچے اہلحدیث بنئے اور ان مواقع پر بھی رفع یدین کرنا شروع کر دیجئے یا پھر اپنے اوپر سے اہلحدیث کا جعلی لیبل اتار دیں اور "اھل مولوی" جو کہ آپ واقعی ہیں۔ کا اپنا اصلی لیبل لگا کر لوگوں کو اپنی اصلی صورت کی زیارت کا شرف بخشیں۔ اور پھر اس روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھانا مذکور ہے۔ کیا دوست حضرات بھی اس سنت مصطفوی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کانوں تک ہی ہاتھ اٹھاتے ہیں؟ کیا کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت مصطفوی نہیں ہے؟

نمبر(3)، بعض روایات میں تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع میں جاتے وقت رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت میں اٹھتے وقت رفع یدین کو بیان کیا گیا ہے۔ (بخاری ج۱ ص۱۰۲، مسلم ج۱ ص۱۶۸ وغیرہ)

نمبر(4) بخاری شریف ہی کی روایت میں جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا بیان فرماتے ہیں۔ (بخاری ج۱ ص۱۰۲، جزء البخاری ص۱۰ وغیرہ)

نمبر(5)، پھر جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی کی نسبت سے امام بخاری۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف۔ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کا رفع یدین بیان فرماتے ہیں۔ (جزء البخاری ص۱۹، مؤطا امام مالک ص۲۵)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بغیر رفع یدین

نمبر(6)، جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی کی روایت میں ہے۔ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا فْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يَرْفَعُهُمَا (صحیح ابن عوانہ ج۲ ص۹۰، مسند حمیدی ج۲ ص۲۷۷، المدونۃ الکبریٰ ج۱ ص۶۹، خلافیات بیہقی بحوالہ نصب الرایہ ج۱ ص۴۰۴ وغیرہ) یعنی جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو آپ رفع یدین فرماتے تھے لیکن جب آپ رکوع فرماتے یا رکوع سے سر اٹھاتے تو آپ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

پھنسا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دعوت فکر

اب یار لوگ فیصلہ فرمائیں کہ ان مختلف روایات میں اور مختلف مواقع پر مذکور رفع یدین میں سے وہ کونسا مانیں گے اور کس کا انکار کریں گے؟ اگر تو رفع یدین کرنا ہے تو پھر تمام تکبیرات پر کرو جیساکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اور اگر بعض مقامات پر کروگے اور بعض پر چھوڑ دوگے تو بہت ساری صحیح احادیث کا انکار لازم آئے گا۔ اور اگر بعض مقامات کے رفع یدین کو منسوخ کہوگے تو اس کے لئے دلیل صریح کی ضرورت ہوگی جوکہ آپ کے پاس قطعاً نہیں ہے۔

اور اگر بعض روایات میں بعض مواقع کا رفع یدین مذکور نہ ہونا آپ کے نزدیک نسخ کی دلیل ہے تو پھر جن روایات میں آپ کے معمول سے بھی کم مواقع پر رفع یدین بیان کیا گیا ہے بلکہ بالکل بالتصریح صحیح اور مرفوع روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ابتدائے نماز میں رفع یدین کرنا مذکور ہے۔ پھر ان صحیح روایات کے مطابق صرف تکبیر تحریمہ کے علاوہ باقی تمام نمازمیں رفع یدین کو منسوخ کیوں نہیں مان لیتے۔

القصہ مختصر یہ کہ۔ اگر تو ناسخ ومنسوخ کو نہیں مانتے تو پھر پوری نماز میں ہر تکبیر پر رفع یدین کیا کرو اور اگر ناسخ ومنسوخ کو مانتے ہو تو پھر سوائے تکبیر تحریمہ کے باقی تمام مواقع کے رفع یدین کو ترک کرنا پڑے گا یا پھر جن مواقع پر رفع یدین ترک کرتے ہو ان مواقع کے متعلق کوئی صحیح صریح دلیل پیش کرنا ہوگی۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

اکابرین اہلحدیث کی مسئلہ رفع یدین میں ٹکریں

برادران اسلام :- یہ حضرات جس طرح مقامات رفع یدین کے بارے میں آج تک ٹھیڈے کھا رہے ہیں۔ اسی طرح رفع یدین کی شرعی حیثیت کے بارے میں بھی آج تک یہ کوئی پختہ فیصلہ نہیں کر سکے۔ ہر کوئی اپنی ہانک رہا ہے۔ ؎ کوئی جی بھر کے دیکھ لے آ کے کاش لئے پھرتے ہیں کتنی سوغاتیں

مثلاً مفتی عبدالستار المحدیث (فتاوٰی ستاریہ ج۳ صہ۵۱) مولوی صادق سیالکوٹی (صلوٰۃ الرسول صہ۲۳۶) مولوی نور حسین گرجاکھی والد مولوی خالد گرجاکھی (قرۃ العین صہ۶۹) مولوی خالد گرجاکھی (جزء رفع یدین صہ۱۰) پر لکھتے ہیں کہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ جبکہ مناظر المحدیث مولوی عبداللہ روپڑی لکھتا ہے کہ۔ احتیاط رفع یدین کرنے ہی میں ہے نہ کرنے میں خطرہ ہے کہ نماز میں نقص آئے۔ (فتاوٰی المحدیث ج۱ صہ۴۶۳) نوٹ کریں کہ انہیں صرف "خطرہ" ہے کہ نماز میں رفع یدین نہ کرنے سے نقص آئے گا اس لئے "احتیاطاً" وہ رفع یدین کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ ورنہ انہیں رفع یدین نہ کرنے پر نماز میں کسی نقص کا بالکل یقین نہیں ہے۔

محدث ومفسر ومجدد ومناظر اہلحدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ۔ ہمارا مذہب ہے کہ رفع یدین ایک مستحب امر ہے جس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے پر نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔ (اہلحدیث کا مذہب صہ۷۲)

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے۔ والحق ان ر فع الیدین عند الافتتاح وال ء القیام منہ والقیام الی الثالثۃ سنۃ غیر مؤکدۃ ولا یلام تارکہ وان ترک مدۃ عمرہ (تنویر العینین صہ۵) یعنی رفع یدین کرنا سنت غیر مؤکدہ ہے اور نہ کرنے والے پر اعتراض نہیں

نیز یہی مولوی سیالکوٹی رفع یدین کی حیثیت سوال کی سی لکھتے ہیں (صلوٰۃ الرسول)

کرنا چاہیئے۔ اگرچہ وہ تمام عمر میں ایک دفعہ بھی نہ کرے۔

مفسر و محدث اہلحدیث مولوی **وحید الزمان** لکھتا ہے۔ رفع یدین مستحب ہے واجب یا فرض نہیں ہے۔ (ابو داؤد مترجم ۱/۱ صہ ۳۲۳)

رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں درست ہیں۔ اختلاف صرف فضیلت میں ہے۔ (مؤطا امام مالک مترجم صہ ۹۹)

امام الوہابیہ ابن حزم لکھتے ہیں۔ فَلَمَّا صَحَّ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَرْفَعُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَاِنَّهُ كَانَ لَا يَرْفَعُ۔ (محلی ابن حزم ۴/۱ صہ ۲۳۵)

یعنی یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر پر رفع یدین کیا کرتے تھے اور یہ بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر پر رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے (لہٰذا دونوں طرح جائز ہے)

مفتیٔ اہلحدیث مولوی **عبداللہ غزنوی** لکھتے ہیں۔ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ یہ ایک ایسا اختلافی مسئلہ ہے کہ جس میں نہ کرنے والے کو کچھ کہہ سکتے ہیں اور نہ۔ نہ کرنے والے کو کچھ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) رفع یدین کیا بھی ہے اور ترک بھی فرمایا ہے۔ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین سے دونوں طرح کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً سلف صالحین نے قرأت کے ساتھ بھی جنازہ پڑھا ہے اور قرأت کے بغیر بھی جیسا کہ کبھی انہوں نے نماز میں بسم اللہ بالجہر پڑھی اور کبھی آہستہ اور دل میں پڑھی۔ اسی طرح کبھی انہوں نے مواطن ثلاثہ (رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت سے اٹھتے وقت) پر رفع یدین کیا اور کبھی نہیں کیا۔ (فتاوٰی غزنویہ صہ ۴۹ بحوالہ فتاوٰی علمائے اہلحدیث ۳/۱ صہ ۱۵۱)

اہلحدیث حضرات کے شیخ الکل (تعجب ہے انہیں "اعلیٰ حضرت" کے الفاظ پر اعتراض ہے) مولوی **نذیر حسین دہلوی** نے تو ان کا سر ہی مونڈ

دیا۔ لکھتے ہیں۔ بر علماء حقانی پوشیدہ نیست کہ در رفع یدین بوقت رفتن در رکوع وقت برداشتن سر از رکوع منازعت ومخاصمت ومشاتمت ومناضبت کردن خالی از جہالت وتعصب مذہبی نخواہد بود زیرا کہ رفع وعدم رفع در ہر دو مقام بااوقات مختلفہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت است چہ دلائل طرفین دریں باب موجود۔ (فتاوی نذیریہ ۱ صـ۴۴۱ بحوالہ فتاوی اہلحدیث ۲ صـ۱۴۱) علماءِ حقانی پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنے کے بارے میں کسی سے لڑنا جھگڑنا، عداوت رکھنا، کسی کو برا بھلا کہنا، کسی کا نام بگاڑنا (اہل بدعت وغیرہ کہنا) جہالت اور مذہبی تعصب کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کیونکہ رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ہی اوقاتِ مختلفہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں۔ رفع یدین کرنے اور نہ کرنے والوں کے پاس دلائل وثبوت موجود ہیں۔ (الحمدللہ ہمارے دلائل کو وہ بھی مان گئے)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں ۔۔۔ زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

ان کے شیخ الکل کی شیخیت سے واضح ہو گیا کہ جو شخص رفع یدین نہ کرنے والے پر کسی قسم کا کوئی اعتراض کرتا ہے۔ رفع یدین نہ کرنے والے کو دین میں برا سمجھتا ہے۔ اس سے رفع یدین نہ کرنے کی وجہ سے ناراض رہتا ہے۔ اس سے بحث مباحثہ اور لڑائی جھگڑا کرتا ہے رفع یدین نہ کرنے والے کے برے نام رکھتا ہے۔ مثلاً تارک سنت، بدعتی، گمراہ یا کم از کم گناہ گار ہی سمجھتا ہے وہ نرا جاہل ہے اور یہ سب کچھ مذہبی تعصب میں کر رہا ہے۔ ورنہ علماءِ حقانی تو رفع یدین نہ کرنے والے کو بھی عامل سنت اور متبع صحابہ ہی سمجھتے ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اکابرین اہلحدیث بلکہ "شیخ الکل" کے نزدیک رفع یدین نہ کرنے والوں کے پاس بھی ٹھوس اور صحیح دلائل وبراہین موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو یہ کہتا ہے کہ رفع یدین نہ کرنے والوں کے پاس کوئی صحیح اور

پختہ دلیل نہیں ہے وہ بھی نرا جاہل اور احادیث نبویہ سے ناواقف ہے۔ یا پھر جان بوجھ کر دنیا کی خاطر دین اور عاقبت برباد کر رہا ہے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ رفع یدین ان ہیئات میں سے ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہے اور کبھی ترک کیا ہے۔ اور دونوں میں سے ہر ایک سنت ہے۔ اور انہیں صحابہ تابعین اور تبع تابعین کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ اردو ج۲ ص۱۳)

ھم بھی یہی کہتے ہیں کہ رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں احادیث صحیحہ سے ثابت ہے فرق صرف اوقات کا ہے جیسا کہ جناب **عبداللہ بن مسعود** اور جناب **عبداللہ بن زبیر** رضی اللہ عنہما نے وضاحت فرما دی ہے کہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین ہوتا تھا۔ پھر منسوخ اور متروک ہو گیا۔ اس طرح اپنے اپنے اوقات میں دونوں طریقے ہی سنت رہے ہیں۔ ان اکابر صحابہ کی یہ وضاحت مان لینے سے دونوں طرح کی احادیث پر ایمان قائم رہتا ہے۔ لیکن ناسخ و منسوخ کا اصول نہ ماننے سے ایک طرح کی احادیث کا تو ضرور انکار کرنا پڑے گا۔ الحمد للہ ہم تمام صحیح احادیث کو مانتے ہیں۔ اور ایمان رکھتے ہیں کہ مختلف اوقات میں دونوں پر ہی عمل ہوتا رہا ہے۔ البتہ اب رفع یدین نہیں ہوگا کیونکہ یہ منسوخ ہو چکا ہے۔

الحمد للہ وبمنہ حق بالکل واضح ہو چکا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

تکرار رفع یدین منسوخ ہے

ارشاد خداوندی ہے ۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۔ (مؤمنون ۱،۲) اس آیت کی تفسیر عم زاد مصطفیٰ مشہور صحابی رسول مفسر صحابہ جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ۔ مُخْبِتُوْنَ مُتَوَاضِعُوْنَ لَا یَلْتَفِتُوْنَ یَمِیْنًا وَلَا شِمَالًا وَلَا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِی الصَّلٰوةِ ۔ (تفسیر ابن عباس ص ۲۱۲) اس آیت میں خاشعون سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور قلب سے اور عاجزی سے اس طرح نماز میں کھڑے ہوتے ہیں کہ نہ تو نماز میں دائیں بائیں توجہ کرتے ہیں اور نہ ہی دوران نماز رفع یدین کرتے ہیں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بغیر رفع یدین

جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں ۔ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يَرْفَعُهُمَا ۔ (صحیح ابن عوانہ ج ۲ ص ۹۰، مسند حمیدی ج ۲ ص ۲۷۷، المدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۶۹، خلافیات بیہقی بحوالہ نصب الرایہ ج ۱ ص ۴۰۴، وغیرہ) یعنی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صرف نماز شروع فرماتے وقت ہی رفع یدین فرماتے تھے اس کے بعد کہیں بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے ۔

حضرت ابن عمر کا رفع یدین چھوڑ دینا

اسی لئے ہی حضرت عبد اللہ بن عمر ابتداً خود رفع یدین کرنے والے بلکہ اثبات رفع یدین کی روایات کے مرکزی راوی جن کی روایت کو

سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے۔ آپ نے خود بھی بعد میں رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا چنانچہ جناب مجاہد بیان فرماتے ہیں۔ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ (طحاوی ۱ ص ۱۵۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۱ ص ۲۳۷، مؤطا امام محمد ص ۳۵، معرفۃ السنن والآثار ۲ ص ۴۲۸، آثار السنن ص ۲۱۳، وَقَالَ سَنَدُہٗ صَحِیْحٌ، نصب الرایہ ۱ ص ۴۰۹، عمدۃ القاری ۵ ص ۲۷۳، شرح سفر السعادت ص ۶۶) کہ میں نے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے تکبیر تحریمہ کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہ کیا۔ محدث ترکمانی نے اس کی سند کو صحیح لکھا ہے۔ (جوہر النقی ۲ ص ۷۴)

جناب عبدالعزیز بن حکیم بھی جناب عبداللہ بن عمر سے اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔ عن عبدالعزیز بن حکیم قَالَ رَاَیْتُ ابْنُ عُمَرَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حِذَاءَ اُذُنَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃِ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَلَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْ سِوَای ذَالِکَ۔ یعنی میں نے دیکھا کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز شروع فرماتے تو صرف اس پہلی تکبیر پر ہی رفع یدین فرماتے تھے۔ پھر پوری نماز میں کہیں بھی آپ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ (یاد رہے یہ وہی جناب عبداللہ بن عمر ہیں جو رفع یدین کرنے کی روایات کے مرکزی راوی ہیں اور جن کی روایت کو سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے۔

دعوت فکر اسی لئے محدث شہیر جناب احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں۔ فَھٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَاٰی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع ثم قد ترک ھو الرفع بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا یکون ذالک اِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَہٗ نَسْخُ مَاقَدْ رَاٰی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَلَہٗ وَقَامَتِ الْحُجَّۃُ عَلَیْہِ بِذَالِکَ۔ (شرح معانی الآثار ۱ ص ۲۲۵) پس یہی جناب عبداللہ بن عمر

رضی اللہ عنہما جنہوں نے (ابتداءً) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا (اور اس کو بیان بھی فرمایا) پھر آپ نے خود بھی رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تو یہ اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ آپ کے علم کے مطابق بعد میں دوران نماز رفع یدین منسوخ ہو چکا تھا۔ اسی لئے آپ نے بھی دوران نماز رفع یدین چھوڑ دیا۔ اور (جو صحابی خود رفع یدین کا راوی ہو اسی کا رفع یدین چھوڑ دینا) رفع یدین دوران نماز کے منسوخ ہونے پر مضبوط دلیل ہے۔

محقق بالاتفاق جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ حکم رفع منسوخ است و چوں ابن عمر را کہ راوی حدیث رفع است دیدند کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عمل بخلاف آں کردہ ظاہر شد کہ عمل رفع منسوخ است۔ (شرح سفر السعادت صہ ۶۶) یعنی رفع یدین کے مرکزی راوی جناب عبداللہ بن عمر کا بعد میں خود بھی رفع یدین ترک کر دینا رفع یدین کے منسوخ ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

کیونکہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق یہ تو کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ نے جانتے بوجھتے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہو اور آپ کی ایک سنت کو چھوڑ دیا ہو۔ معاذاللہ

نیز کسی راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس کی بیان کردہ روایت کے حکم کو ساقط کر دیتا ہے یہ اصولِ حدیث کا ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ اور اس کی روایت والے حکم کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ (شرح سفر السعادت صہ ۶۶)

اگر ناسخ و منسوخ کو نہ مانا جائے تو پھر جب ایک ہی راوی سے متضاد روائتیں آئیں تو اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا کے اصول کے مطابق دونوں طرح کی روایات حجت نہ رہیں گی۔ محدث بیہقی کی تحقیق کے مطابق دوران نماز رفع یدین کے اثبات میں صرف چھ احادیث سنداً صحیح ہیں اور پھر ان روایات کے متعلق بھی شدید اختلاف ہے کہ یہ مرفوع ہیں یا موقوف اور پھر ان میں

سے اکثر صریح نہیں ہیں جو کہ حقیقت حال پر یقینی اور بالتصریح دلالت کر سکیں۔ لہٰذا ان پر عمل پھر مشکوک ہو گیا۔ اور اگر ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح مان بھی لی جائے تو اول تو یکے از محدثین صحاح ستہ امام ابو داؤد فرماتے ہیں۔ الصحیح قَوْلُ ابْنُ عُمَرَ لَيْسَ بِمَرْفُوعٍ۔ (ابو داؤد ۱؎ صد ۱۰۹) کہ حقیقت یہ ہے کہ جناب عبداللہ بن عمر کا قول ہے اور یہ مرفوع حدیث نہیں ہے۔ اور پھر جناب ابن عمر کا بعد میں خود بھی رفع یدین کو چھوڑ دینا اس روایت کو سرے سے ہی متروک کر دیتا ہے۔ اور پھر ان روایات میں متناً بہت زیادہ اضطراب ہے۔ نیز آپ کی کسی بھی صحیح روایت میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔ کہ آپ کا یہ عمل آخر وقت تک رہا ہے۔ لہٰذا آپ کی یہ رفع یدین والی روایات ابتدائی دور کی ہیں کیونکہ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں۔ کہ ابتدائً رفع یدین " فی کل خفض و رفع " ہر تکبیر کے ساتھ ہوتا تھا جو کہ بتدریج ختم ہو گیا۔ اور بالآخر صرف تکبیر تحریمہ ہی کے وقت باقی رہ گیا۔ اس طرح تمام احادیث پر ایمان رہے گا۔

جناب ابن عمر کی رفع یدین والی روایت

اور جو ایک روایت بعض حضرات پیش کرتے ہیں وہ بالکل موضوع ہے کیونکہ اس کی سند میں دو راوی کذاب اور حدیثیں گھڑنے والے ہیں۔ ۱؎ عبدالرحمان بن قریش۔ امام فن رجال علامہ ذہبی اور شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسے حدیثیں گھڑنے والا لکھا ہے۔ (میزان الاعتدال ۲؎ صد ۱۱۴، لسان المیزان ۳؎ صد ۴۲۵)

اور دوسرا راوی۔ عصمہ بن محمد الانصاری ہے۔ اس کے متعلق جناب یحییٰ بن معین فرماتے ہیں بڑا جھوٹا ہے اور اپنے پاس سے حدیثیں گھڑتا تھا۔ عقیلی فرماتے ہیں۔ ثقہ راویوں کی طرف غلط روائتیں منسوب کرتا ہے۔ اور محدث دارقطنی نے فرمایا یہ متروک ہے۔ (یعنی اس کے کذب و بہتان کی

وجہ سے محدثین نے اس سے روایت لینا ہی چھوڑ دی ۔) اور ابن عدی فرماتے ہیں اس کی تمام روائتیں ہی غیر محفوظ ہیں ۔ (میزان الاعتدال ج۲ ص۱۹۶) لسان المیزان ج۴ ص۱۷۰، تاریخ بغداد ج۱۲ ص۲۸۶، حاشیہ نصب الرایہ ج۱ ص۴۰۱)

اب آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ جس روایت کو دو ایسے کذاب، وضاع اور مفتری راوی بیان کریں جو اپنے اس فن میں اتنے بدنام ہو چکے ہوں کہ محدثین نے ان کی روایات لینا ہی ترک فرمادی ہوں تو ایسے راویوں کی بیان کردہ روایت کی کیا حیثیت ہوگی ۔

ان بارشوں سے دوستی اچھی نہیں فراز
کچا تیرا مکان ہے کچھ تو خیال کر!

طریقہ نبوی بزبان مرتضوی

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں ۔ اِنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ ۔ (العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویہ ج۴ ص۱۰۶) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز شروع فرماتے وقت ہی رفع یدین فرماتے تھے ۔ پھر آپ کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے ۔

جناب علی المرتضیٰ کی نماز بغیر رفع یدین

اسی لئے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود بھی دوران نماز رفع یدین نہیں فرماتے تھے ۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں ۔ عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیہ وکان من اصحاب علی اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلَی الَّتِیْ یَفْتَتِحُ بِھَا الصَّلٰوۃَ ثُمَّ لَا یَرْفَعُھُمَا فِیْ شَیْءٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ ۔ یعنی جناب عاصم بن کلیب جرمی اپنے باپ کلیب سے جو کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے ۔ بیان فرماتے ہیں کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صرف پہلی تکبیر پر نماز شروع کرتے وقت رفع یدین فرماتے تھے پھر آپ پوری نماز میں

کہیں بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ (طحاوی ج۱ ص۱۵۴، واسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ عینی ج۱ ص۲۷۳، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۳۶، بیہقی ج۲ ص۸۹، مؤطا امام محمد ص۹۵) محدث ترکمانی فرماتے ہیں رجالہ ثقات (جوہر النقی ج۲ ص۷۸)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے فرد، داماد اور قریب ترین صحابی جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دوران نماز رفع یدین ترک فرما دینا بھی رفع یدین کے منسوخ ہونے کی پختہ دلیل ہے۔ (طحاوی ج۱ ص۲۲۵، جوہر النقی ج۱ ص۷۹، آثار السنن ص۲۱۰ وغیرہ)

اسی لئے جناب علی المرتضیٰ اور جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے شاگرد بھی ابتدائے نماز کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ لَا يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِيْ إِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ قَالَ وَكِيْعٌ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۳۶، جوہر النقی ج۲ ص۷۹ وقال سندہ صحیح جلیل + آثار السنن ص۲۱۴ وقال اسنادہ صحیح، مؤطا امام محمد ص۹۵ طحاوی ج۱ ص۲۲۵)

جناب براء بن عازب کی زبانی نماز مصطفوی

جناب براء بن عازب رضی اللہ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں۔ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيْبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔ (ابو داؤد ج۱ ص۱۰۹ دو سندیں، طحاوی ج۱ ص۲۲۴ ۳ سندیں، مصنف عبد الرزاق ج۲ ص۷۱، مسند ابی یعلیٰ ج۳ ص۲۴۸، ص۲۴۹ ۲ سندیں، کنز العمال ج۴ ص۲۰۲، دار قطنی ج۱ ص۲۹۳ ۴ سندیں، مسند امام احمد ج۴ ص۲۸۲، المدونۃ الکبریٰ ج۱ ص۶۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۳۶) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع

فرماتے تو رفع یدین کرتے۔ پھر آپ پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

جناب عبد اللہ بن مسعود کی گواہی

اسی طرح جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں۔ اِنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔ (دو سندیں۔ مسند امام اعظم ص۴۰، شرح معانی الآثار ج۱ ص۲۲۴، جامع المسانید ج۱ ص۳۵۵، شرح سفر السعادت ص۶۶) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف پہلی تکبیر پر رفع یدین کرتے تھے۔ پھر دوبارہ کہیں بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

حضور اور خلفاء راشدین کی نماز بغیر رفع یدین

جناب عبد اللہ بن مسعود تو یہاں تک بیان فرماتے ہیں کہ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَمَعَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَھُمْ اِلَّا عِنْدَ التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ۔ (دار قطنی ج۱ ص۲۹۵، سنن الکبری ج۲ ص۸۰، مجمع الزوائد ج۱ ص۱۲۸، بدائع الصنائع ج۱ ص۲۰۷)

میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے اور جناب ابو بکر صدیق اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے یہ سب ہستیاں تو صرف نماز شروع کرتے وقت ہی رفع یدین فرماتی تھیں۔

اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ابتدائے نماز کے علاوہ کہیں بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ لَا یَرْفَعُ فِیْ شَیْئٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ اِلَّا فِی الْاِفْتِتَاحِ۔ یعنی جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز شروع کرنے وقت کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۳۶، مصنف عبد الرزاق

ج۲ ص۱۵، طحاوی ج۱ ص ۲۲۷، موطا امام محمد ص۴۷ وغیرہ)

جناب ابن زبیر کی زبانی نماز مصطفوی

جناب عباد بن عبد اللہ بن زبیر بھی فرماتے ہیں۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ فِی اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْ شَیْئٍ حَتّٰی یَفْرُغَ۔ (خلافیات بیہقی بحوالہ نصب الرایہ ج۱ ص۴۰۴، بسط الیدین لنیل الفرقدین ص۵۳) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین فرماتے۔ پھر پوری نماز میں کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عباد بن عبد اللہ بن زبیر اپنے وقت میں مکہ شریف میں قاضی تھے تو معلوم ہوا کہ اس وقت مکہ مکرمہ میں دوران نماز ترک رفع یدین ہی کا فتوی چلتا تھا۔

جناب ابن مسعود کا جماعت صحابہ کے سامنے بلا نکیر دعوی

ایک مرتبہ جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تمام موجود صحابہ کے سامنے فرمایا۔ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ۔ قال و فی الباب عن البراء بن عازب قال ابو عیسٰی حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین وھو قول سفیان و اھل الکوفۃ۔ (ترمذی ج۱ ص۳۵) کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں چنانچہ آپ نے نماز پڑھی اور پہلی مرتبہ کے علاوہ کہیں بھی رفع یدین نہ کیا۔ اور جناب براء بن عازب سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ (کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں پہلی مرتبہ کے علاوہ کہیں بھی رفع یدین نہیں

ہوتا تھا) امام ترمذی فرماتے ہیں۔ جناب عبداللہ بن مسعود کی یہ حدیث حسن ہے۔ اور بے شمار صحابہ کرام اور تابعین اہل علم اسی طرح کہتے ہیں اور جناب سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی فرمان ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہاں "اھل الکوفہ" سے مراد جناب امام اعظم ابوحنیفہ نہیں بلکہ تاریخ اسلام سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے ساتھ ایک اور آبادی (فوجی چھاؤنی) قائم فرمائی تھی جس میں تاریخ کے مطابق مختلف اوقات میں ۶۰۰ سے لیکر ۴۰۰۰ صحابہ تک ایک وقت میں موجود رہے ہیں۔ نیز جناب علی المرتضیٰ اور جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی کوفہ ہی میں مقیم تھے۔ لہٰذا ان اہل کوفہ سے وہ تمام صحابہ اور تابعین مراد ہیں جو خلافت راشدہ کے دور میں کوفہ میں مقیم تھے۔ اگرچہ ان کی اتباع میں بعد میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی ترک رفع یدین کو ہی راجح اور مسنون قرار دیا ہے۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت باختلاف الفاظ۔ ابوداؤد ج۱ ص۱۰۹، نسائی ج۱ ص۱۱۷، ص۱۲۰، مسند امام احمد ج۱ ص۳۸۸ ص۴۴۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۳۶، سنن الکبریٰ ج۲ ص۷۸، کنز العمال ج۴ ص۲۰۳، محلی ابن حزم ج۱ ص۱۷۲، آثار السنن ص۲۰۵، (علامہ ابن حزم لکھتے ہیں۔ اِنَّ هٰذَا الْخَبَرُ صَحِيْحٌ محلی ابن حزم ج۴ ص۸۸) وغیرہ پر بھی موجود ہے۔ علامہ ابن عدی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (الکوکب الدری ج۱ ص۱۳۲)

غیر مقلد حضرات کے نامور دور حاضر کے محدث علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں۔ وَالْحَقُّ أَنَّهُ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ نَجِدْ لِمَنْ أَعَلَّهُ حُجَّةً"۔ (مشکوٰۃ البانی ج۱ ص۲۵۴)

اور سچی بات یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعود والی روایت بالکل صحیح ہے اور جو بعض حضرات اس حدیث کو معلول کہتے ہیں ہمیں ان کی اس بات کی کوئی

دلیل نہیں مل سکی ۔ ؎ میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن ۔

؎ جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے ۔ فالحمدللہ

مشہور صحابئ رسول جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۔ جن کے بارے میں حدیث بھولنے کا شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ آپ نے ابتداءً احادیث کے بھول جانے پر بارگاہ نبوی میں عرض کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ۔ ابو ہریرہ اپنی چادر بچھاؤ۔ جناب ابو ہریرہ نے چادر بچھائی تو حضور نے ظاہراً خالی ہاتھوں سے لپ لے کر چادر پر ڈال دی اور فرمایا اس چادر کو اٹھا کر اپنے سینے پر مل لو۔ چنانچہ آپ نے اس چادر کو اٹھا کر اپنے سینے پر مل لیا اور پھر جناب ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدُہٗ ۔ (بخاری ج۱ ص۲۲ وغیرہ) اس کے بعد مجھے کبھی کوئی بات نہیں بھولی ۔ آپ کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا۔ اِنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا فْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَیُکَبِّرُ کُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَیَقُوْلُ اَنَا اَشْبَھُکُمْ صَلَاۃً بِرَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم (التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید ۔ ج۹ ص۲۱۵)

آپ صرف نماز شروع کرتے وقت ہی رفع یدین فرماتے تھے ۔ البتہ ہر اٹھتے بیٹھتے وقت تکبیر ضرور کہتے تھے ۔ نیز آپ نے فرمایا ۔ میں تم میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہوں ۔ (یعنی میری یہ رفع یدین کے بغیر نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہی کی طرح ہے ۔ کہ آپ بھی اسی طرح ایک ہی بار رفع یدین فرمایا کرتے تھے ۔)

نیز آپ نے ایک دفعہ بغیر رفع یدین کے نماز پڑھی اور بعد میں فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَ قْرَبُکُمْ شَبَھًا بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنْ کَانَتْ ھٰذِہٖ لَصَلٰوتَہٗ حَتّٰی فَارَقَ الدُّنْیَا (بخاری ج۱ ص۱۱۰ ، باختلاف الفاظ نسائی ج۱ ص۱۵۸ ، مسلم ج۱ ص۱۶۹) مجھے اس ذات

کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یقیناً میری نماز تم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہے ۔ (یعنی آپ جیسی ہے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا یہی (بغیر رفع یدین کے) طریقہ رہا کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے ۔ یعنی آخر زمانہ تک آپ کی نماز رفع یدین کے بغیر ہی تھی۔

اسی طرح جناب ابوجعفر القاری بیان فرماتے ہیں کہ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جماعت کرائی اور ہر اٹھتے اور بیٹھتے وقت تکبیر کہی لیکن رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت ہی کیا ۔ روایت کے الفاظ ہیں ۔ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ قَالَ أَبُوجَعْفَرٍ وَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ وَيَفْتَتِحُ الصَّلوٰةَ ۔ (مؤطا امام محمد صـ۹۴، کتاب الحجۃ ج۱ صـ۹۵)

نیز صحابی رسول جناب ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور فرمایا اے اشعریو اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی بلالو آج میں تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ سکھادوں جس طرح کہ آپ مدینہ طیبہ میں ہم کو نماز پڑھایا کرتے تھے ۔ چنانچہ پوری قوم جمع ہوگئی آپ نے سب کے سامنے وضو فرمایا ۔ پھر آپ نے مردوں کو پہلی صف میں کھڑا کیا ان کے پیچھے بچوں کی صف بنائی ان کے پیچھے عورتوں کی صف بنائی پھر آپ نے جماعت کرائی ۔ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ يُسِرُّهَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَاسْتَوٰى قَائِمًا ثُمَّ كَبَّرَ وَخَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا ...... فَقَالَ احْفَظُوا تَكْبِيْرِيْ وَتَعَلَّمُوا رُكُوْعِيْ وَسُجُوْدِيْ فَإِنَّهَا صَلوٰةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم الَّتِيْ كَانَ يُصَلِّيْ لَنَا ۔

(مسند امام احمد ج ۵ صـ۳۴۳) یعنی پھر آپ نے رفع یدین کیا اور تکبیر تحریمہ کہی پھر سورۃ فاتحہ پڑھی پھر ایک سورۃ ملائی پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور رکوع

میں تین بار تسبیح کہی پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ میں چلے گئے پھر تکبیر کہی اور سجدہ سے سر اٹھایا پھر تکبیر کہی اور سجدہ میں چلے گئے پھر تکبیر کہی اور دوسری رکعت کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ (پھر اسی طرح باقی تمام نماز پوری کی) پھر آپ نے فرمایا۔ میری نماز کا یہ تمام طریقہ یاد کرلو۔ یہی وہ نماز ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو پڑھایا کرتے تھے۔ (اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے کسی جگہ بھی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صرف تکبیر تحریمہ ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔)

اسی طرح صحابئ رسول جناب ابو حمید الساعدی نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ میں تم میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو بہت زیادہ یاد رکھنے والا ہوں۔ پھر آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان فرمایا اور ابتدائے نماز کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین کا ذکر نہ فرمایا۔ روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ فَقَالَ أَبُوحُمَيْدِنِ السَّاعِدِيُّ أَنَا كُنْتُ أَحْفَظُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى ------ الخ

(بخاری ج۱ ص۱۱۴، ابوداؤد ج۱ ص۱۰۷)

اسی طرح صحابئ رسول جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز کا پورا طریقہ سکھایا۔ جناب انس نے حضور کا بتایا ہوا پورا نماز کا جو طریقہ بیان فرمایا ہے اس میں

سوائے ابتدائے نماز کے پھر پوری نماز میں کہیں بھی دوبارہ رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ انس بن مالک یَقُوْلُ قَالَ لِیَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یَا بُنَیَّ إِذَا تَقَدَّمْتَ إِلَی الصَّلٰوۃِ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ وَارْفَعْ یَدَیْکَ وَکَبِّرْ وَاقْرَأْ مَا بَدَا لَکَ فَاِذَا رکعت وضع کفیک علی رکبتیک وفرق بین اصابعک وسبح فاذا رَفَعْتَ رَأْسَکَ فَأَقِمْ صُلْبَکَ حَتّٰی یَقَعَ کُلُّ عُضْوٍ مَکَانَہٗ فَاِذَا سَجَدْتَ فَأَمْکِنْ جَبْهَتَکَ عَلَی الْاَرْضِ وَسَبِّحْ وَاِذَا رَفَعْتَ رَأْسَکَ فَأَقِمْ رَأْسَکَ ...... فَاِنَّہَا مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنِ اتَّبَعَ سُنَّتِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ ھُوَ مِنِّیْ فَھُوَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ (الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی ج ۶ صہ ۲۰۸۶)

یہ قولی حدیث ہے۔

اسی طرح حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ پوچھا تو ام المومنین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو طریقۂ نماز بیان فرمایا اس میں بھی آپ نے سوائے ابتدائے نماز کے کہیں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں فرمایا ذرا ملاحظہ فرمائیں روایت کے الفاظ۔ عَنْ عَمْرَۃَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَۃَ کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم .... یَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ فَیُکَبِّرُ وَیَرْفَعُ یَدَیْہِ حِذَاءَ مَنْکِبَیْہِ ثُمَّ یَرْکَعُ فَیَضَعُ یَدَیْہِ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ وَیُجَافِیْ بِعَضُدَیْہِ ثُمَّ یَرْفَعُ رَأْسَہٗ فَیُقِیْمُ صُلْبَہٗ ..... ثُمَّ یَسْجُدُ فَیَضَعُ یَدَیْہِ تُجَاہَ الْقِبْلَۃِ وَیُجَافِیْ بِعَضُدَیْہِ مَا اسْتَطَاعَ فِیْمَا رَأَیْتُ ثُمَّ یَرْفَعُ رَأْسَہٗ فَیَجْلِسُ عَلٰی قَدَمِہِ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ الْیُمْنٰی وَیَکْرَہُ اَنْ یَّسْقُطَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْسَرِ۔ (ابن ماجہ صہ ۷۵) آخری الفاظ ہیں۔ التحیات میں آپ دایاں پاؤں کھڑا فرمالیتے اور بائیں پاؤں کو بچھا دیتے تھے۔ اور آپ براجانتے

تھے التحیات میں بائیں جانب سرین پر گر پڑنے کو ۔ یہ فقرہ بھی قابل غور ہے۔
نیز جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی خلاد بن رافع مسجد میں آیا اور نماز پڑھی اور جاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جا پھر جا کے نماز پڑھ تو نے (صحیح طریقہ سے) نماز نہیں پڑھی ۔ تین دفعہ ایسا ہوا پھر انہوں نے دست بستہ عرض کی آقا اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا مجھے اس سے بہتر کا علم نہیں ہے آقا آپ ہی صحیح طریقہ سکھلا دیجئے ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو پورا نماز کا طریقہ بتایا لیکن آپ نے دوران نماز کہیں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں فرمایا ۔ روایت کے الفاظ ہیں ۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ .... فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَیَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَافْعَلْ فِی صَلٰوتِكَ كُلِّهَا ۔ (بخاری ص۱۰۵، ص۱۰۹، مسلم ۱ ص۱۷۰، ترمذی ۱ ص۴۰، ابو داؤد ۱ ص۱۲۴، نسائی ۱ ص۱۹۴، ابن ماجہ ص۷۵ دارمی ص۱۵، بیہقی ۲ ص۱۵، احکام الاحکام ص۲۷ وغیرہ) یہ بھی قولی حدیث ہے ۔
جناب عبد اللہ بن عمر اور جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِی سَبْعِ مَوَاطِنَ فِی افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَعِنْدَ الْبَیْتِ وَعَلَی الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِعَرَفَاتِ وَبِالْمُزْدَلِفَةِ وَعِنْدَ الْجَمْرَتَیْنِ ۔

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ
رفع یدین سات مقامات پر کیا کرو (۱) نماز شروع کرتے وقت (۲) خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت (۳) صفا پر کھڑے ہوتے وقت (۴) مروہ پر کھڑے

ہوتے وقت ۵ وقوف عرفہ کے وقت ۶ شیطان کو کنکر مارتے وقت ۷ مزدلفہ کے وقوف کے وقت۔ (شرح معانی الآثار ج۲ ص۱۷۶، کشف الاستار ج۱ ص۲۵۱، الادب المفرد بخاری ص ، طبرانی کبیر ج۱۱ ص۳۸۵، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۳۷) نوٹ:- یہ حدیث بھی قولی ہے۔

محدث ابراہیم کی روایت میں۔ وتروں میں دعائے قنوت کے وقت اور عیدین کی زائد تکبیروں میں بھی رفع یدین کا حکم موجود ہے۔ (طحاوی ج۱ ص۱۷۸)

صحابی رسول جناب جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَالِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ أُسْكُنُوا فِي الصَّلٰوةِ۔ (مسلم ج۱ ص۱۸۱، نسائی ج۱ ص۱۷۶، ابوداؤد ج۱ ص۱۴۳، مصنف عبد الرزاق ج۲ ص۲۵۲ وغیرہ) ہم نماز پڑھ رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ (ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے) آپ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میں انہیں نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ نماز میں سکون سے رہا کرو۔ (ترجمہ میں تمام محولہ کتابوں کا مفہوم بیان کیا گیا ہے)

اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ حدیث تین طرح کی ہوتی ہے ۱ قولی۔ ۲ فعلی ۳ تقریری۔ اور ان اقسام حدیث میں سے بالاتفاق محدثین اور جملہ مکاتب فکر۔ قولی حدیث سب سے افضل، اعلیٰ اور زیادہ معتبر ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث بھی قولی حدیث ہے اور اس سے اوپر والی حدیث بھی قولی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

ایک شبہ کا ازالہ

جب ترک رفع یدین کی قولی احادیث کا کوئی جواب نہیں بن پڑتا اور دنیا جہان سے ایک بھی قولی حدیث رفع یدین کے اثبات میں نہیں ملتی تو پھر یار لوگ دھوکہ دھی پر اتر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث دوران نماز سلام کا جواب دینے کے

متعلق ہے۔ کاش کہ اس دھوکہ بازی اور اہل مولوی (مقلدین تو آئمہ کبار کی تقلید کرتے ہیں اور اپنے آپ کو غیر مقلد کہلانے والے اپنے جاہل یا دھوکہ باز مولویوں کی تقلید کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ) بننے سے پہلے حدیث شریف کو بنظر انصاف پڑھ لیا ہوتا۔ اگرچہ دونوں روائتیں اکٹھی آئی ہیں اور ان دونوں روائتوں کا راوی بھی ایک ہی ہے لیکن روائیت و درائیت گواہ ہے کہ یہ دو مختلف اور الگ الگ واقعے ہیں (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۱۵۱/۴۹۸) جس روائیت میں سلام کا ذکر ہے۔ اس کے الفاظ ہیں۔ صَلَّيْتُ - صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ اور جو روائیت ہم نے رفع یدین کے متعلق پیش کی ہے اس کے الفاظ ہیں۔ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ یعنی ہم نماز پڑھ رہے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر سے تشریف لے آئے۔ کتنا واضح ثبوت ہے کہ یہ دو مختلف واقعے ہیں۔ اور پھر سلام والی روایت میں آپ کا ارشاد ہے۔ عَلَامَ تُوْمُوْنَ بِاَيْدِيْكُمْ - مَا شَانُكُمْ تُشِيْرُوْنَ بِاَيْدِيْكُمْ۔ یعنی تم لوگ اپنے ہاتھوں سے (سلام کا جواب دینے کے لئے) اشارے کرتے ہو۔ اور جو حدیث رفع یدین والی ہے اس کے الفاظ ہیں۔ مَالِي اَرَاكُمْ رَافِعِي اَيْدِيْكُمْ - مَالِيْ اَرَاهُمْ رَافِعِيْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ۔ یعنی۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میں انہیں نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ مختلف واقعوں کے راوی ایک ہونے یا ایک جیسی تشبیہہ دینے سے وہ ایک نہیں ہو جاتے۔

اسی لئے شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری نے عدم رفع یدین کے لئے اسی قولی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ (مرقاۃ ۱۵۱/۴۹۸) فاعتبروا یا اولی الابصار۔

الحمد للہ دوران نماز رفع یدین کے نہ ہونے پر ہمارے پاس تو کئی قولی احادیث ہیں۔ لیکن مخالفین کے پاس اس کے اثبات میں ایک بھی قولی حدیث موجود نہیں ہے۔

★ اگر کوئی حضرت صرف اور صرف ایک صحیح، صریح، مرفوع غیر مجروح قولی حدیث سے رفع یدین دوران نماز ثابت کر دیں تو انشاء اللہ انہیں مبلغ ۱۰ لاکھ روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ ★

صحابیٔ رسول کا نسخ کا اعلان

مشہور صحابیٔ رسول جناب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کر رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ هٰذَا شَیْئٌ فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ تَرَکَهٗ ۔ (عمدۃ القاری ج ۵ صد ۲۷۲، الدرایہ ج ۱ ص ۱۱۲، شرح سفر السعادۃ صد ۶۶) اے شخص رکوع میں جاتے یا اٹھتے وقت رفع یدین نہ کر کیونکہ یہ وہ کام ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کیا کرتے تھے پھر آپ نے رفع یدین کرنا چھوڑ دیا۔ کیونکہ ابتداء میں یہ حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی بھی نقل فرماتے ہیں۔ گفت ابن زبیر ایں چنیں مکن ایں چیز نیست کہ کرد آنرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازاں ترک داد یعنی ایں حکم در اوائل بود پس منسوخ شد۔

مشہور صحابیٔ رسول جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ برداشت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ما نیز برداشتیم و ترک کرد ما نیز ترک کردیم (شرح سفر السعادۃ صد ۶۶) جب تک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دوران نماز رفع یدین فرماتے رہے ہم (صحابہ) بھی رفع یدین کرتے رہے اور جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران نماز رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تو آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہم نے بھی رفع یدین کرنا چھوڑ دیا۔

خلیفہ ثانی ۔ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ ۔ (ترمذی ج ۲ صد ۲۰۹ وغیرہ) کی شان والے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا۔ فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ فِیْ شَیْئٍ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۳۷، شرح معانی الآثار ج۱ ص۲۲۷، کنز العمال ج۴ ص۲۰۳ ، سنن الآثار ص۲۰۷ وقال ھو اثر صحیح) کہ آپ پوری نماز میں سوائے ابتدائے نماز کے کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ علامہ ماردینی نے اس کی سند کو امام مسلم کی شرط پر صحیح لکھا ہے۔ (جوہر النقی ج۱ ص۷۵)

محدث کبیر امام ابی جعفر احمد بن محمد الطحاوی رحمتہ اللہ علیہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل فرمانے اور اس کی توثیق و تصحیح فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔ افتری عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خفی علیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود وعلم بذالک من دونہ۔ ومن ھو معہ یراہ یفعل غیر ما رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل۔ ثم لا ینکر ذالک علیہ۔ ھذا عندنا محال۔ وفعل عمر رضی اللہ عنہ ھذا وترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ علی ذالک دلیل صحیح ان ذالک ھو الحق الذی لا ینبغی لاحد خلافہ۔ (شرح معانی الآثار ج۱ ص۲۲۷) یعنی کیا تو سمجھتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ کے وقت رفع یدین فرمانا اور لوگوں نے تو دیکھ لیا لیکن جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ ہو سکا؟ اور پھر جب آپ نے صحابہ کرام کے سامنے نماز پڑھی اور رفع یدین نہ کیا۔ (اگر تیرے خیال میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت تک رفع یدین فرماتے رہے ہیں اور صحابہ کرام دیکھتے رہے ہیں) تو صحابہ کرام نے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کرنے پر ٹوکا کیوں نہیں۔ صحابہ کرام کا سنت نبوی کے خلاف دیکھ کر خاموش رہنا تو محال ہے۔ لہٰذا جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام کے سامنے بغیر رفع یدین کے نماز پڑھنا اور صحابہ کرام کا آپ پر کوئی اعتراض نہ کرنا اس

بات کا یقینی ثبوت ہے کہ آپ کا وہ طریقہ بالکل صحیح تھا اور صحابہ کرام میں سے کسی کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ آج بھی صحابہ کے غلاموں کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

عم زاد مصطفیٰ مفسر صحابہ جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔ اَنَّہٗ قَالَ الْعَشَرَۃُ الَّذِیْنَ شَہِدَ لَہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْجَنَّۃِ مَاکَانُوْا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَہُمْ اِلَّا فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج۵ ص۲۷۲) وازابن عباس روایت کردہ اند کہ گفت عشرہ مبشرہ برنمیداشتند دستہارا مگر نزد افتتاح (شرح سفر السعادۃ ص۶۶)

عشرہ مبشرہ ۔ وہ دس جلیل القدر صحابہ کرام جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی۔ (۱) جناب سیدنا صدیق اکبر (۲) جناب سیدنا عمر فاروق (۳) جناب سیدنا عثمان ذوالنورین (۴) جناب سیدنا علی المرتضیٰ (۵) جناب سیدنا طلحہ بن عبید اللہ (۶) جناب سیدنا زبیر بن عوام (۷) جناب سیدنا عبد الرحمان بن عوف (۸) جناب سیدنا سعد بن ابی وقاص (۹) جناب سیدنا سعید بن زید (۱۰) جناب سیدنا ابو عبیدہ (عامر بن عبد اللہ) بن الجراح رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین) (مشکوٰۃ ص۵۵۸، ترمذی ج۲ ص۲۱۶، ابن ماجہ ص۱۳ وغیرہ) وہ سب کے سب صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد دوران نماز کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

جناب **امام مالک** فرماتے ہیں۔ لَآ اَعْرِفُ رَفْعَ الْیَدَیْنِ فِیْ شَیْئٍ مِنْ تَکْبِیْرِ الصَّلٰوۃِ لَا فِیْ خَفْضٍ وَلَا فِیْ رَفْعٍ اِلَّا فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ۔ (المدونۃ الکبریٰ ج۱ ص۶۸) یعنی میں نماز کی تکبیروں میں بیٹھتے یا اٹھتے وقت کہیں بھی رفع یدین کو نہیں جانتا۔ ہاں مگر ابتدائے نماز میں رفع یدین کیا جائے گا۔ یاد رہے جناب امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں رہتے تھے۔ اور آپ کا وصال ۱۷۹ھ میں ہوا۔ تو آپ کی اس صراحت سے

معلوم ہوا کہ ۱۷۹ھ تک مدینہ منورہ میں دوران نماز رفع یدین نہیں کیا جاتا تھا۔
نیز ابن رشد مالکی نے بھی ترک رفع یدین پر اہل مدینہ کا اجماع نقل کیا ہے۔
(بدایۃ المجتہد ۱ صـ ۹۰)

خلفاءِ راشدین کی نماز بغیر رفع یدین

محدث محمد بن علی النیموی فرماتے ہیں۔ وَ اَمَّا الْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَۃُ فَلَمْ یُثْبُتْ عَنْھُمْ رَفْعُ الْاَیْدِیْ فِیْ غَیْرِ تَکْبِیْرَۃِ الْاِحْرَامِ۔ (آثار السنن صـ ۲۱۵)
یعنی خلفاء راشدین (جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین اور جناب سیدنا علی المرتضٰی) رضی اللہ عنہم اجمعین سے تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی جگہ بھی دوران نماز رفع یدین (کسی بھی ایک صحیح صریح مرفوع حدیث سے) ثابت نہیں ہے۔

پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کرنے والے۔ ستر بدری صحابہ کی زیارت کرنے والے جلیل القدر تابعی جناب امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ
عشرہ مبشرہ کی زیارت کرنے والے جلیل القدر تابعی جناب قیس بن ابی حاتم (ابی حازم) رحمتہ اللہ علیہ
حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت علی سے روایت کرنے والے جلیل القدر تابعی جناب خثیمہ رحمتہ اللہ علیہ
حضور کے زمانہ میں پیدا ہونے والے جلیل القدر تابعی جناب علقمہ بن قیس رحمتہ اللہ علیہ۔ مشہور تابعی جناب اسود بن یزید رحمتہ اللہ علیہ۔ معروف تابعی جناب ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ۔ جلیل القدر تابعی جناب ابو اسحاق رحمتہ اللہ علیہ اور مشہور تابعی جناب عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ رحمتہ اللہ علیہ۔ سب ہی صرف ابتدائے نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد پوری نماز میں کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱ صـ ۲۳۶، صـ ۲۳۷ وغیرہ)
بخاری اور مسلم کے ثقہ راوی جناب ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں۔ مَا رَاَیْتُ فَقِیْھًا قَطُّ یَفْعَلُہٗ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ غَیْرِ التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی (شرح

معانی الآثار ما صہ۲۲۸) یعنی۔ میں نے کوئی ایک بھی فقیہ نہیں دیکھا جو تکبیر اولیٰ کے علاوہ کہیں بھی رفع یدین کرتا ہو۔

شارح مسلم جناب ابوزکریا یحیٰی بن شرف الدین نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیصلہ فرماتے ہیں۔ وَاَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّہٗ لَا یَجِبُ شَیْءٌ مِنَ الرَّفْعِ۔ (نووی ما صہ۱۶۸) یعنی اس بات پر اجماع ہے دوران نماز کہیں بھی رفع یدین کرنا واجب اور ضروری نہیں ہے۔

القصہ مختصر۔ قارئین کرام پر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہوگا کہ رفع یدین ان افعال میں سے ہے جو دیگر بہت سے شرعی احکام کی طرح ابتداءً ہوتا رہا پھر حکمت الٰہیہ اور فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق منسوخ ہو گیا اور اب صرف ابتدائے نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین کیا جائے گا۔ کیونکہ صحیح صریح مرفوع احادیث بلکہ اہلحدیث محدث البانی صاحب کے مطابق غیر مجروح احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر میں صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ نیز صحیح مرفوع قولی احادیث جو کہ اقسام احادیث میں سب سے افضل اور اعلیٰ قسم کی حدیث ہوتی ہے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابتدائے نماز کے علاوہ رفع یدین کی ممانعت ثابت ہو گئی۔ اور آپ کے ان افعال واقوال کو اکابر صحابہ اور اہل بیت اطہار نے بیان فرمایا اور آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اہل بیت اطہار، خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ، اہل بدر، اہل مدینہ اور اہل کوفہ تقریباً تمام صحابہ کرام صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔

اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کے طریقہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تقریباً تمام جلیل القدر تابعین بھی صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین فرماتے تھے۔ جناب شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی کے نزدیک جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی احادیث کو سب سے بہتر جاننے والے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ (الانصاف) بھی صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے ۔ نیز آپ کا فرمان ہے کہ ابتدائے نماز کے علاوہ کسی جگہ کے رفع یدین کو میں جانتا ہی نہیں ہوں ۔ اسی لئے اپنے قول یا قیاس کے مطابق نہیں بلکہ قرآن وسنت اور طریقہ صحابہ واہل بیت کی اتباع کرتے ہوئے جناب امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین کرنے کا فتوٰی دیا تھا ۔ اسی طرح امام محمد شیبانی کا فتوٰی بھی اسی پر تھا ۔

الحمد للہ رب العالمین ۔ ہر انصاف پسند غیر متعصب شخص کو اچھی طرح معلوم ہوگیا ہوگا کہ مسلک حقہ اہل سنت وجماعت والے قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی امام کی نہیں بلکہ قرآن وسنت کی اتباع میں امام کی تصریحات کو مانتے ہیں ۔

لہٰذا مسلک حقہ اہل سنت وجماعت ہی وہ مذہب مہذب ہے جو کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور ما انا علیہ واصحابی پر مکمل واکمل طور پر عمل پیرا ہے ۔ اور صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے فرامین پر اعتبار کرتے ہوئے صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین کرکے ۔ صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّي پر عمل کر رہا ہے ۔

الحمد للہ علی ذالک والسلام علی من اتبع الھدیٰ

CamScanner

دوسرا باب

مخالفین کے دلائل کا اجمالی جائزہ

مخالفین کے پاس صرف چند غیر صریح ، مجروح ، موقوف یا منسوخ بلکہ موضوع روایات ہیں جن کی بنا پر محض اپنی چرب لسانی اور دھوکہ دہی سے سادہ لوح عوام کو دھوکہ دیتے رہتے ہیں ۔ بلکہ بعض اہل مولوی حضرات تو یہاں تک بڑ مار دیتے ہیں کہ ہمارے پاس ساڑھے چار سو احادیث ہیں ۔ کوئی کم کوئی زیادہ کہتا ہے ۔ سچ ہے جب زبان سے کھیر پکانی ہے تو میٹھا کم کیوں رکھیں ۔

ایک من چلے نے میرے سامنے بھی یہ بات کہی تھی کہ میں نے کہا ۔ چار سو پچاس میں سے چار سو انچاس تم اپنے پاس محفوظ رکھو اور فی الحال صرف ایک ہی صریح ، صحیح ، مرفوع اور غیر مجروح روایت مجھے لاکر دکھا دو ۔ وہ دو سال سے حدیث لینے گیا ہوا ہے ابھی تک واپس نہیں آیا ۔ خدا کرے میری زندگی میں واپس آجائے ۔ کہیں یہ حسرت دل میں لے کر ہم دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں ۔

بہرحال اصل بات صرف ان کی لسانی اور چرب زبانی ہوتی ہے ورنہ

جو چیرو تو اک قطرۂ خوں نہ نکلے ۔

اور سادہ لوح عوام دھوکہ کھا جاتے ہیں ۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ رفع یدین کی اتنے سو احادیث ہیں ۔ اس دعوٰی کی حقیقت یہ ہے کہ ایک روایت دنیا کی جتنی کتابوں میں جتنی بار آجائے یار لوگ اسے اتنی روائتیں سمجھ لیتے ہیں ۔ حالانکہ ایک روایت ایک ہی کتاب میں اگر سو بار بھی آجائے یا دنیا کی مختلف ہزار کتابوں میں بھی آجائے تو وہ روایت ایک ہی شمار کی جائے گی ۔ ہزاروں نہیں ۔ لیکن یار لوگ عوام کو دھوکہ دینے کی خاطر ایک روایت کے دس

جگہ آجانے سے اسے دس حدیثیں گن لیتے ہیں۔ فیا للعجب۔

ے جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

باقی جب ایک حکم ہی منسوخ ہو گیا تو اب اس کے اثبات پر ایک روایت ہو یا ہزاروں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ بیک حکم سب منسوخ ہو جائیں گی۔

آیئے ان بزعم شما سینکڑوں اور درحقیقت چند روایات کا جائزہ لیں

نمبر (۱) صحیحین کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ جناب عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور آپ سجدوں میں رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

تو جناب گذارش ہے کہ اس روایت میں زبردست اضطراب ہے اور یہ روایت شدید مضطرب ہے۔ ۱؎ کہیں تو آپ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین کو بیان فرماتے ہیں۔ (صحیح ابن عوانہ ۲؎ ص۹۰، مسند حمیدی ۲؎ ص۲۷۷، المدونۃ الکبریٰ ۱؎ ص۶۹، خلافیات بیہقی بحوالہ نصب الرایہ ۱؎ ص۴۰۴ وغیرہ۔)

۲؎ کہیں آپ بیان فرماتے ہیں کہ حضور رکوع اور سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین فرماتے تھے۔ (جزء البخاری ص۲۴)

۳؎ آپ خود بھی سجدہ سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ (جزء البخاری ص۱۰)

۴؎ کہیں آپ فرماتے ہیں کہ حضور سجدوں میں بھی رفع یدین فرماتے تھے۔ (مجمع الزوائد ۲؎ ص۱۰۲)

۵؎ کہیں آپ فرماتے ہیں کہ حضور سجدوں میں رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ (جزء البخاری ص۷، ۱۰، ۱۱، ۱۷)

(۶) کہیں آپ فرماتے ہیں کہ حضور تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین فرماتے تھے۔ (جزء البخاری ص [illegible])

(۷) کہیں آپ فرماتے ہیں کہ حضور تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرماتے تھے۔ (جزء البخاری ص ۷، ۱۴، ۳۰)

(۸) کہیں آپ حضور کا دو رکعات سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا بیان کرتے ہیں۔ (جزء البخاری ص ۳۳)

(۹) اکثر جگہ آپ دو رکعت سے اٹھتے وقت کا رفع یدین بیان نہیں فرماتے (جزء رفع الیدین بخاری ص ۷ وغیرہ)

(۱۰) کہیں آپ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ہر تکبیر پر رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۱۸۱)

تلک عشرۃ کاملۃ

اب آپ ہی سوچیں۔ ان روایات میں سے کس پر عمل کریں اور کس پر عمل نہ کریں۔ آسان طریقہ ہے کہ صحابہ کرام تابعین عظام اور محدثین و مفسرین کرام اکابرین اسلام کی تصریحات کو مانتے ہوئے یہ تسلیم کرلیں کہ ابتداءً ہر تکبیر پر رفع یدین ہوتا تھا پھر رفتہ رفتہ دوران نماز کا تمام رفع یدین منسوخ ہو گیا اور صرف ابتدائے نماز میں باقی رہا۔ اس طرح رفع یدین والی احادیث کو پہلی اور ترک رفع یدین والی احادیث کو بعد والی کہہ کر ناسخ و منسوخ کی شروط پر تمام احادیث پر ایمان رکھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صحابی کے سامنے ایک آدمی نے رفع یدین کیا تو آپ نے فرمایا بھائی رفع یدین نہ کر۔ یہ وہ کام ہے جو پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے پھر چھوڑ دیا۔ (عمدۃ القاری ج ۵ ص ۲۷۲، شرح سفر السعادت ص ۲۷، درایہ ج ۱ ص ۱۱۳ وغیرہ)

اور جیسا کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جب تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے رہے۔ ہم بھی کرتے

رہے۔ اور جب آپ نے چھوڑ دیا تو ہم نے بھی چھوڑ دیا۔ (شرح سفر السعادت صہ ۶۶)
جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ پس بار رفع و عدم رفع آں باختلاف اوقات ہر دو بود بااول رفع بود و در آخر منسوخ گشت (شرح سفر السعادت صہ ۶۵) نیز آپ فرماتے ہیں۔ حکم رفع منسوخ است۔۔۔۔۔ بہ تحقیق معلوم شدہ است کہ در نماز ابتداء حال اقوال و افعال از جنس ایں رفع مباح بود کہ منسوخ شدہ است پس دور نیست کہ ایں نیز ازاں قبیل باشدو مشمول نسخ بود۔ (صہ ۶۶) یعنی رفع یدین کا کرنا اور نہ کرنا یہ مختلف اوقات کی بات ہے۔ پہلے رفع یدین کیا جاتا تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ اور یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ ابتداء اسلام میں نماز میں بات چیت کرنا اور سلام کے جواب کے لئے ہاتھ سے اشارہ کرنا وغیرہ بھی رفع یدین کی طرح جائز ہوتا تھا۔ جو کہ بعد میں منسوخ ہو گیا۔ اور یہ محال نہیں ہے کہ دوران نماز کا رفع یدین بھی ان ہی کاموں کی طرح تھا جو کہ منسوخ ہو گیا ہے۔ اور اگر ناسخ و منسوخ کے عمل کو نہیں مانتا تو پھر جبکہ صحیح احادیث سے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین ثابت ہے مثلاً (ابوداؤد ۱ صہ ۱۰۵، دارمی صہ ۱۴۵، ابن ماجہ صہ ۶۲، مسند امام احمد ۳ صہ ۳۱۰، موطا امام محمد صہ ۴۴، دارقطنی ۱ صہ ۲۸۹، بیہقی ۲ صہ ۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۱ صہ ۲۳۴، طحاوی ۱ صہ ۲۲۰، زاد المعاد ۱ صہ ۱۴۳، دراسات اللبیب صہ ۱۹۰ وغیرہ) تو پھر آپ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیوں نہیں کرتے۔ حدیث پر عمل کریں اور پوری نماز میں ہر تکبیر پر رفع یدین کیا کریں۔ یا پھر دنیا جہاں کی احادیث میں سے کوئی ثبوت پیش کریں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر تکبیر پر رفع یدین کرنا منسوخ فرما دیا تھا۔

هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين

اور پھر صحیح احادیث سے سجدوں میں بھی رفع یدین ثابت ہے۔ مثلاً جزء رفع یدین بخاری صہ ۹ - ۱۰ - ۲۰ - ۲۴، ابوداؤد ۱ صہ ۱۰۵، صہ ۱۰۸، صہ ۱۰۹،

ابن ماجہ ص۶۲، نسائی ج۱ ص۱۶۵، تین سندیں، سنن الکبریٰ ج۲ ص۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۳۵، دو روائتیں، کنزالعمال ج۸ ص۹۶، مجمع الزوائد ج۲ ص۱۰۲ وغیرہ) کیا آپ ان احادیث پر عمل کرتے ہوئے سجدے میں جاتے وقت اور سجدے سے اٹھتے وقت پھر دونوں سجدوں کے بعد رفع یدین کرتے ہیں اور اگر نہیں کرتے تو کیا یہ احادیث غلط ہیں؟ اور اگر یہ احادیث بھی صحیح ہیں جیساکہ ہیں تو پھر پچھلی غلطی کی خدا سے معافی مانگیں اور آج ہی سے سجدہ میں جاتے، سجدہ سے اٹھتے اور دونوں سجدوں کے بعد رفع یدین شروع کر دیں اور پکے اہلحدیث ہونے کا ثبوت دیں۔ یا پھر دنیائے احادیث سے اس کے منسوخ ہونے کی کوئی صحیح روایت ثابت کریں۔ لَا یَفْعَلُ ذَالِکَ فِی السُّجُوْدِ۔ وغیرہ کے الفاظ سے نسخ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ روائتیں دونوں طرف موجود ہیں ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا اور ایک کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ ثابت کرنا اور بات ہے۔

هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين

یا تو ناسخ و منسوخ کا شرعی اصول مان لیں یا پھر صحیح احادیث سے جہاں جہاں رفع یدین ثابت ہے لیکن ان تمام مقامات پر آپ رفع یدین نہیں کرتے ان سب مقامات پر رفع یدین کا منسوخ ہونا ثابت کریں۔

اور اگر کوئی لَا یَفْعَلُ ذَالِکَ فِی السُّجُوْدِ۔ یعنی آپ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے کو ثبوت بنانا چاہے تو پھر ادھر بھی۔ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَبَعْدَ مَا یَرْکَعُ لَا یَرْفَعُھُمَا۔ موجود ہے پھر اس سے بھی نسخ ثابت ہو جائے گا۔ نیز۔ لَا یَعُوْدُ۔ لَمْ یَعُدْ۔ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْھُمَا۔ ثُمَّ لَا یَرْفَعُ حَتّٰی یَنْصَرِفَ۔ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْ شَیْئٍ حَتّٰی یَفْرُغَ وغیرہ کے صاف اور صریح الفاظ موجود ہیں پھر ان سے بھی علاوہ ازیں کا منسوخ ہونا مان لو۔ فَمَا ھُوَ جَوَابُکُمْ فَھُوَ جَوَابُنَا۔ وَالسَّلَامُ

عَلٰی مَنِ الشَّیْخُ الْعُدٰی - نیز جناب عبداللہ بن عمر کی روایت کے متعلق تحقیق کے لئے دیکھیں ص

نمبر ۳: جناب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے، اور جب رکوع میں جانے لگتے اور جب رکوع سے اٹھتے اور جب سجدوں سے اٹھتے تو رفع یدین فرماتے تھے۔ تو اس کے متعلق گذارش ہے کہ اس روایت میں ایک راوی "عبدالرحمان بن ابی الزناد" ہے۔ اس کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی فرماتے ہیں۔ بغداد جانے کے بعد اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا (تقریب التہذیب ص ۲۰۳) امام نسائی فرماتے ہیں۔ یہ ضعیف ہے۔ (کتاب الضعفاء ص ۲۴۶) محدث ترکمانی فرماتے ہیں کہ احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ حدیثوں میں گڈمڈ کرنے والا ہے۔ لہٰذا قابل احتیاج نہیں۔ امام ابوحاتم بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ نیز جناب عمرو بن علی کہتے ہیں محدث ابن مہدی اس کی روایت نہیں لیتے تھے (نیز اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ دونوں سجدوں سے اٹھ کر بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔ تو اس روایت کو دلیل بنانے والوں کو چاہیئے کہ وہ بھی دونوں سجدوں سے اٹھ کر بھی رفع یدین کیا کریں۔ حالانکہ وہ ایسا نہیں کرتے) (جوہر النقی حاشیہ البیہقی ج ۲ ص ۷۳، التعلیق المحمود علی سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۰۹، محدث عبدالرحمان بن مہدی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۲)

اولاً تو یہ روایت ضعیف ہے۔ ثانیاً یہ مخالفین کی دلیل نہیں بن سکتی بلکہ ان پر حجت ہے کہ وہ حضرات سجدوں سے اٹھ کر رفع یدین نہیں کرتے۔ ثالثاً اگر بالفرض والمحال اس روایت کو کوئی صحیح بھی کہے تو بھی یہ دلیل نہیں بنے گی بلکہ منسوخ و متروک ٹھہرے گی کیونکہ جناب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

نے خود اس کے خلاف روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے ابتدائے نماز کے کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویہ ج ۴ ص ۱۰۶) نیز آپ نے خود بھی رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا۔ (طحاوی ج ۱ ص ۱۵۴، واسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۵ ص ۲۷۳، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۵۴، سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۸۹، مؤطا امام محمد ص ۴۵ وغیرہ) اور جناب علی المرتضٰی جیسی قریبی شخصیت کا رفع یدین چھوڑ دینا اس کے منسوخ ہونے پر قوی دلیل ہے۔ (طحاوی ج ۱ ص ۲۲۵، جوہر النقی ج ۲ ص ۷۹، آثار السنن ص ۷۹) چنانچہ آپ کے شاگرد بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶، جوہر النقی ج ۲ ص ۷۹ وقال سندہ صحیح، آثار السنن ص ۲۱۴ وقال سندہ صحیح، طحاوی ج ۱ ص ۲۲۵ وغیرہ) لہٰذا ثابت ہوا کہ جناب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی رفع یدین منسوخ ہو چکا تھا۔ اسی لئے آپ نے خود بھی رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا اور اپنے شاگردوں کو بھی رفع یدین نہ سکھایا۔ لہٰذا اثبات والی روایت اگر صحیح مان بھی لی جائے پھر بھی منسوخ تصور ہوگی۔

نمبر 3 ایک روایت جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت سے بیان کی جاتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے نماز میں، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اس روایت کا ایک راوی "محمد بن اسماعیل سلمی" ہے۔ اس کے متعلق امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۴۲۵)

اس کا دوسرا راوی ہے "محمد بن فضل سدوسی" اس کے متعلق علامہ عسقلانی شارح بخاری فرماتے ہیں کہ۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ محمد بن فضل سدوسی کا آخری عمر میں اتنا حافظہ خراب ہو گیا تھا کہ اسے یہ بھی پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ لہٰذا اس کی روایات میں مناکیر شامل ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس کی روایات سے بچنا لازم ہے۔ اور جو روائتیں اس سے متاخرین نے

بیان کی ہوں اور ان کی صحت کے متعلق کسی اور صحیح روایت سے معلوم نہ ہو سکے تو اس کی تمام روایات کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اس کی کسی بھی روایت کو دلیل نہیں بنایا جائے گا۔ (تہذیب التہذیب ج۹ ص۴۰۴)

اور اس کے مقابلہ میں ہم جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت پہلے بیان کر چکے ہیں کہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جناب سیدنا صدیق اکبر اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (دار قطنی ج۱ ص۲۹۵، سنن الکبریٰ ج۲ ص۸۰، مجمع الزوائد ج۱ ص۱۳۸ وغیرہ) لہٰذا اس متروک روایت کے مقابلے میں اس صحیح روایت پر اعتماد اور ایمان رکھیں گے اور ابتدائے نماز کے علاوہ کہیں بھی رفع یدین نہیں کریں گے۔

نمبر 4 ایک روایت جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسبت سے بھی بیان کی جاتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اس روایت کا ایک راوی "رشدین بن سعد" ہے جس کو امام ترمذی بھی ضعیف کہتے ہیں اور شارح بخاری علامہ عسقلانی نے بھی اسے ضعیف لکھا ہے۔ (تقریب ص۱۰۳)

اور اس کے مقابلے میں صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ صرف ابتدائے نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے پھر پوری نماز میں آپ کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۴۳، طحاوی ج۱ ص۱۵۶، کنز العمال ج۲ ص۲۰۳ وغیرہ) تو کیا جناب عمر فاروق جیسی ہستی کے متعلق یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ آپ سنت مصطفیٰ کے خلاف عمل کریں؟ امام نیموی بھی فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا ابوبکر صدیق جناب سیدنا عمر فاروق جناب سیدنا عثمان ذوالنورین اور سیدنا جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی سے بھی سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین ثابت نہیں

ہے۔ (آثار السنن صہ ۲۱۵) لہٰذا یہ روایت بھی ضعیف اور مجروح ہے۔
محدث طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ جناب فاروق کی توہین ہے کہ کہا جائے کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تو حضور کو رفع یدین کرتے نہ دیکھا اور دوسروں نے دیکھ لیا۔ اور پھر جناب عمر فاروق کو رفع یدین نہ کرتے ہوئے دیکھ کر کسی نے ٹوکا بھی نہیں کہ عمر (معاذ اللہ) تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر رہے ہو۔ ہمارے نزدیک تو یہ بات ناممکن ہے۔ (طحاوی ۱/ صہ ۲۲۴)

نمبر ۵ ایک روایت جناب مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی نسبت سے بیان کی جاتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تکبیر تحریمہ، رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ یہ روایت مخالفین کی چوٹی کی دلیل ہے کہتے ہیں کہ جناب مالک بن حویرث آخر دور میں ایمان لائے ہیں لہٰذا ان کی روایت فیصل کی حیثیت رکھتی ہے۔
تو گذارش ہے کہ جناب مالک بن حویرث کی روایت کو اگر مخالفین دلیل نہ بناتے تو ان کے لئے بہتر تھا کیونکہ یہ روایت ان کے حق میں نہیں بلکہ ان کے خلاف جاتی ہے۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

۱ آپ تکبیر تحریمہ، رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ (نسائی ۱/ صہ ۱۷۲)

۲ آپ سجدے میں جاتے اور سجدے سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ (نسائی ۱/ صہ ۱۶۵) مسند امام احمد ۴/ صہ ۵۲۴ صہ ۵۲۹، صحیح ابن عوانہ ۲/ صہ ۹۵)

۳ نیز آپ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (ابو داؤد ۱/ صہ ۱۰۹، نسائی ۱/ صہ ۱۶۵، ابن ماجہ صہ ۶۲، مسلم ۱/ صہ ۱۶۸، مسند امام احمد ۴/ صہ ۵۲۴، صہ ۵۲۵، طحاوی ۱/ صہ ۲۲۴، بیہقی ۲/ صہ ۲۵، صحیح ابن عوانہ ۲/ صہ ۹۵ وغیرہ)

اگر جناب مالک بن حویرث کی روایت آخری ایام کی ہے اور اس پر

ہی بھم وسہ ہے تو جناب تو کیا آپ اس کے مطابق ۱ سجدہ میں جاتے ہوئے رفع یدین کرتے ہیں۔ ۲ کیا آپ سجدہ سے اٹھ کر رفع یدین کرتے ہیں۔ ۳ کیا آپ دوبارہ سجدہ میں جاتے ہوئے رفع یدین کرتے ہیں؟ ۴ کیا آپ دونوں سجدوں سے اٹھ کر رفع یدین کرتے ہیں؟ ۵ جناب مالک بن حویرث کی کسی روایت میں بھی دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ کیا آپ اس آخری ایام کی فیصل روایت کے خلاف عمل کرتے ہوئے دو رکعتوں سے اٹھتے ہوئے رفع یدین تو نہیں کرتے! اگر یہ روایت آخری ایام کی ہے تو ثابت ہوا کہ آخری ایام میں تیسری رکعت میں کھڑے ہوتے وقت رفع یدین نہیں تھا۔ پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر نہ پھینکئے۔

اب دو ہی راستے ہیں یا تو صحابہ کرام۔ تابعین۔ تبع تابعین اور محدثین کی تحقیق کو مان لیں اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کو منسوخ مان لیں یا پھر ان تمام مواقع ۱ تکبیر تحریمہ کے وقت ۲ رکوع میں جاتے وقت۔ ۳ رکوع سے اٹھتے وقت۔ ۴ سجدہ میں جاتے وقت ۵ ایک سجدہ سے اٹھتے وقت ۶ دوسرے سجدہ میں جاتے وقت ۷ دوسرے سجدے سے اٹھتے وقت۔ شارح بخاری امام عسقلانی فرماتے ہیں میری تحقیق کے مطابق جناب مالک بن حویرث کی بیان کردہ روایات میں سے سب سے زیادہ صحیح وہ روایت ہے جس میں سجدوں میں بھی رفع یدین کرنے کا ذکر ہے اور جس کو امام نسائی نے بیان کیا ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری ج۲ ص۱۷۷)۔ ۸ دیگر روایات کے مطابق تیسری رکعت سے اٹھتے وقت۔ ۹ بلکہ دیگر روایات صحیحہ (ہمارے نزدیک تو منسوخ ہیں لیکن آپ پر حجت ہیں۔) کے مطابق ہر اٹھتے اور بیٹھتے وقت یعنی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرو۔ ۱۰ اور اگر جناب مالک بن حویرث کی روایت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو کانوں

تک ہاتھ اٹھایا کرو یا اس روایت سے استدلال کرنا چھوڑ دو۔

تلک عشرۃ کاملۃ

امید ہے جسے ذرا بھی سمجھ ہو گی وہ آئندہ یہ روایت پیش نہیں کریگا۔

نمبر 6 بعض دوست ابو حمید الساعدی کی نسبت سے ایک روایت بڑے شدومد سے پیش کرتے ہیں کہ جی اسے دس صحابہ کی تائید حاصل ہے لہٰذا اس کا فیصلہ بالکل اٹل ہے۔ اولاً تو کیا جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت جس کو اکابرین اہلحدیث بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ کیا اس کو دس سے بہت زیادہ صحابہ کرام کی تائید حاصل نہیں ہے۔ کیا اس کا فیصلہ اٹل نہیں ہو سکتا۔ کیا کائنات کی کسی حدیث، تفسیر، سیرت یا تاریخ کی کتاب سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بلا رفع یدین نماز پر کسی ایک بھی صحابی نے اعتراض یا انکار کیا تھا۔ اس روایت کو زیادہ صحابہ کی تائید حاصل ہے۔ اور پھر بارگاہ نبوی کا جو قرب جناب عبداللہ بن مسعود کو حاصل ہے وہ ابو حمید ساعدی کو کہاں نصیب۔ جناب ابن مسعود کو تو سفر و حضر میں حضور کی معیت حاصل تھی۔ آپ نے حضور کو ابو حمید سے زیادہ دیکھا تھا۔ آؤ آپ کی روایت پر عمل کریں۔ باقی جناب ابو حمید کی روایت کے متعلق عرض ہے کہ بخاری شریف ۱ ص ۱۱۴ پر آپ کی روایت میں نماز کا مکمل طریقہ بیان کیا گیا ہے لیکن سوائے ابتدائے نماز کے کہیں بھی رفع یدین بیان نہیں کیا گیا۔ اور اس روایت میں عبدالحمید راوی بھی نہیں ہے۔ اُس روایت میں ایک راوی "عبدالحمید بن جعفر" ہے۔ اس کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ تقدیر کا منکر تھا اور اس کی روایات میں وہم ہوتا ہے۔ (تقریب ص ۱۹۶) اور قدریہ کے متعلق فیصلہ مصطفوی ہے۔ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ لَیْسَ لَهُمَا فِی الْاِسْلَامِ نَصِیْبٌ اَلْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِیَّةُ۔ (ترمذی ۲ ص ۳۷ وغیرہ) یعنی میرا امتی کہلانے والوں میں دو فرقے ایسے ہیں جن کا اسلام کے

ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان میں سے ایک مرجیہ ہے اور دوسرا قدریہ۔ یعنی تقدیر کے منکر۔ اب بتائیں جو اللہ کی تقدیر کا ہی منکر ہو۔ جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائرہ اسلام ہی سے خارج کر رہے ہوں ایسے راوی کی روایت پر کون مسلمان اعتماد کر سکتا ہے۔ نیز حضور کا فرمان ہے۔ اَلْقَدَرِیَّۃُ مَجُوْسُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ۔ (ابو داؤد ج۲ ص۲۸۸، مسند امام احمد ج۲ ص، مشکوٰۃ ص۱۲۱ وغیرہ)

قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جاؤ۔ لیکن یار لوگ کہتے ہیں کہ ان کی روایت پر ایمان لاؤ۔ فیا للعجب۔

نیز علامہ ماردینی فرماتے ہیں۔ فن رجال کے امام جناب یحییٰ بن سعید اس کی حدیث پر طعن کرتے تھے۔ (جوہر النقی علی البیہقی ج۲ ص۶۱) نیز محدث طحاوی فرماتے ہیں کہ محمد بن عمرو بن عطا کا جناب ابو حمید الساعدی سے سماع ہی ثابت نہیں ہے۔ نیز وہ کہتا ہے کہ حضرت ابو قتادہ بھی وہاں موجود تھے۔ حالانکہ حضرت ابو قتادہ تو اس کی پیدائش سے بھی پہلے شہید ہو چکے تھے۔ کیونکہ حضرت ابو قتادہ حضرت علی المرتضٰی کی معیت میں (۳۸ھ میں کوفہ میں) شہید ہوئے تھے۔ اور جناب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ (شرح معانی الآثار ج۱ ص۲۶۱، جوہر النقی ج۲ ص۶۹ ص۱۲۸، اکمال ملحق مشکوٰۃ ص۶۱۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج ص، عمدۃ القاری شرح بخاری ج۵ ص۲۷۳ وغیرہ) اور محمد بن عمرو بن عطا ۴۴ھ میں پیدا ہوا ہے یعنی حضرت ابو قتادہ کی وفات کے چھ سال بعد۔ اور محمد بن عمرو کا ابو حمید ساعدی سے سماع کا انکار تابعی کبیر جناب امام شعبی نے فرمایا ہے۔ (عمدۃ القاری ج۵ ص۲۷۳) نیز اس روایت میں ہے کہ جناب ابو اسید (مالک بن ربیعہ)

CamScanner

بھی وہاں موجود تھے۔ حالانکہ شارح بخاری امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ بدری صحابی ہیں اور ان کا انتقال ۳۰ھ میں ہو گیا تھا۔ (تقریب صہ ۲۲۹) ذرا غور کریں اس روایت پر کہ ۴۲ھ میں پیدا ہونے والا راوی ۳۰ھ میں فوت ہوجانے والے صحابی کے سامنے موجود ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔ پھر اس روایت میں ہے کہ "محمد بن مسلمہ" بھی وہاں موجود تھے۔ حالانکہ شارح بخاری علامہ عسقلانی فرماتے ہیں آپ ۴۰ھ میں فوت ہو گئے تھے۔ (تقریب صہ ۳۱۹) یعنی ۴۰ھ تک آپ زندہ رہے اس کے بعد سال دو سال کا اختلاف ہوگا۔ اس لئے اوپر کا عرصہ بیان نہیں فرمایا۔ اور جب تک آپ کی زندگی پر اتفاق تھا وہاں تک بیان فرما دیا۔

اب کیا کہیں اس دیدہ دلیری کو کہ ۴۲ھ میں پیدا ہونے والا شخص ۴۰ھ تک زندہ رہنے والے شخص کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ پھر اس میں ہے کہ جناب ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بھی وہاں موجود تھے۔ حالانکہ شارح بخاری امام عسقلانی فرماتے ہیں کہ آپ ۴۰ھ سے پہلے فوت ہو گئے تھے (تقریب صہ ۲۴۱) تعجب ہے کہ ۴۲ھ میں پیدا ہونے والا شخص ۴۰ھ سے پہلے فوت ہو جانے والے بدری صحابی کے سامنے بیٹھا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ حالانکہ شارح بخاری امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ جناب امام حسن ۴۹ھ میں شہید ہو گئے تھے۔ (تقریب صہ ۷۰) تعجب ہے کہ ۴۲ھ میں پیدا ہونے والا بچہ ۴۹ھ سے پہلے یعنی تقریباً ۷ سال کی عمر میں روایت کر رہا ہے۔

اور پھر ان کی مختلف روایات میں جن صحابہ کے نام لئے گئے ہیں ان کی مجموعی تعداد دس سے زیادہ بنتی ہے۔ حالانکہ راوی دس کا عدد بیان کر رہا ہے۔

اور پھر ایک جگہ اس روایت میں سجدوں سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ (دارمی صہ ۱۶۳) کیا آپ بھی سنت مصطفیٰ اور اجماع صحابہ

(بزعم شما) کو مانتے ہوئے سجدوں سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرتے ہیں یا پھر اوروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت۔

بہر حال یہ روایت ایک طرح سے نہیں کئی طرح سے ناقابل احتجاج ہے۔ کیونکہ یہ روایت سنداً منقطع اور متناً مضطرب ہے۔ اور اس کا ایک راوی قدری ہے۔ لہٰذا کسی بھی انصاف دوست اور علم دوست مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ ایسی ضعیف، منقطع اور مضطرب روایت سے دلیل پکڑے جبکہ انہی ابو حمید الساعدی کی صحیح روایت بخاری ۱۱۴ پر بغیر رفع یدین کے ذکر کے موجود ہے تو کیوں نہ اس صحیح روایت پر عمل کر لیا جائے۔

نمبر ۷ بعض دوست جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نسبت سے روایت پیش کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے نماز میں، رکوع میں جاتے وقت اور سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ تو جناب اولاً تو گذارش ہے کہ اس روایت میں سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع یدین کا ذکر ہے۔ جب آپ اس روایت کو دلیل بنا رہے ہیں تو پھر پوری روایت کو مانیئے اور سجدہ میں جاتے ہوئے بھی رفع یدین کیا کیجئے۔ یا پھر اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ پر عمل پیرا ہیں۔ جو شخص سجدہ میں جاتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتا اسے اس روایت کو پیش کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ خود ہی پوری روایت پر عمل نہیں کر رہا تو دوسروں کو کیسے کہہ سکتا ہے۔

نیز ابن ماجہ میں یہ روایت "اسماعیل بن عیاش" کے طریق سے منقول ہے جبکہ اس کے متعلق شارح بخاری علامہ عینی فرماتے ہیں کہ۔ امام نسائی اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ اور ابن حبان کہتے ہیں کہ اس کی روایت میں بہت غلطیاں ہوتی ہیں۔ اور ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ اس کی روایات سے دلیل نہ پکڑی جائے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج۵ ص۲۷۳)

اور ابو داؤد کی روایت میں اولاً تو حدیث کی سند اس طرح ہے حدثنا

عبد الملک بن شعیب بن اللیث حدثنی ابی عن جدی عن یحیٰی
بن ایوب عن عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج عن ابن شھاب
من ابی بکر ابن عبد الرحمٰن بن الحارث بن ھشام۔ اور روایت کے
الفاظ اس طرح ہیں۔ عن ابی ھریرۃ انہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا کبر للصلوٰۃ جعل یدیہ حذو منکبیہ واذا رکع فعل
مثل ذالک واذا رفع للسجود فعل مثل ذالک واذا قام من الرکعتین
فعل مثل ذالک۔ جناب ابوہریرہ کی روایت کو دلیل بنانے والے حضرات خط
کشیدہ الفاظ کو بھی مان لیں۔ اور سجدہ سے اٹھ کر بھی رفع یدین شروع کر دیں۔ مگر ہمارا تجربہ
ہے کہ یہ اہل مولوی حضرات صرف وہی مانتے ہیں جو انکے مولوی کہیں۔ اگرچہ قرآن وحدیث
ان کے سامنے بھی رکھ دیا جائے بالکل نہیں مانیں گے۔ کیونکہ یہ اللہ اور اس
کے رسول کو اور قرآن وحدیث کو نہیں مانتے صرف اپنے مولوی ہی کو سب کچھ
مانتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں ہے اور ناسخ ومنسوخ کو تو آپ پہلے ہی نہیں
مانتے۔ تو پھر اپنی ہی ان پیش کردہ روایات پر کم از کم خود تو مکمل عمل کریں۔
اور پھر اس روایت میں دو راوی ۱۔ یحیٰی بن ایوب اور ۲۔ عبد العزیز بن جریج
ضعیف ہیں۔ یحیٰی بن ایوب کے متعلق شارح بخاری امام عسقلانی فرماتے ہیں
امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور بہت غلطیاں
کرتا تھا۔ امام اسماعیلی فرماتے ہیں۔ اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔ امام ابن
سعد فرماتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں اس کی بعض
احادیث میں اضطراب ہے۔ امام عقیلی فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے۔
(تہذیب ج ۱۱ ص ۱۸۶) اکثر غلطی کر جاتا ہے۔ (تقریب ص ۳۷۳) امام ذہبی فرماتے
ہیں اس کی کچھ روائتیں منکر بھی ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۸۸)
اور اس کا دوسرا مجروح راوی۔ عبد العزیز بن جریج ہے۔ اس کے متعلق
شارح بخاری امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ مدلس ہے اور مرسل روائتیں کرتا

ہے۔ (تقریب ص۲۱۹) امام ذہبی فرماتے ہیں۔ روائیتوں میں تدلیس کرتا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۱۴۹) اور مدلس راوی جب۔ عن فلاں وعن فلاں (عنعنہ) کے الفاظ سے روایت بیان کرے تو وہ روایت محدثین کے نزدیک غیر معتبر ہوتی ہے۔

نیز عبدالعزیز بن جریج یہ روایت امام زہری کے واسطے سے بیان کر رہا ہے حالانکہ خود ابن جریج کہتا ہے کہ میں نے امام زہری سے کوئی روایت نہیں سنی۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۱۴۹) لہٰذا یہ روایت ایک طرح سے نہیں بلکہ کئی طرح سے ضعیف، منکر اور مردود ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت بیان کی جا چکی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا پورا طریقہ بیان فرمایا لیکن اس میں رفع یدین کا ذکر نہ فرمایا۔ (بخاری ص۱۰۵، ص۱۰۹، مسلم ج۱ ص۱۷۰، ترمذی ص۴۸، ابوداؤد ج۱ ص۱۲۴، ابن ماجہ ص۷۵، نسائی ج۱ ص۱۹۴، دارمی ص۱۵۸، بیہقی ج۲ ص۱۵)

نیز آپ خود بھی صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین کرتے تھے۔ اور پھر آپ دعویٰ کرتے تھے کہ میں تم میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہوں۔ (التمہید لما فی المؤطا من المعانی و الاسانید ج۹ ص۲۱۵)

نیز جناب ابو جعفر القاری فرماتے ہیں کہ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں نماز پڑھائی اور ہر اونچ نیچ پر تکبیر تو کہی لیکن رفع یدین صرف ابتدائے نماز ہی میں کیا۔ (مؤطا امام محمد ص۹۴) لہٰذا کیوں نہ اس ضعیف، مجروح، منکر اور مردود و متروک روایت کو چھوڑ کر صحیح احادیث پر عمل کریں۔ اور منشائے خداوندی فرمان مصطفوی، سنت مصطفوی، اتباع صحابہ اور تصریحات محدثین کے مطابق دوران نماز رفع یدین کو منسوخ مان کر صرف ابتدائے نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین کیا کریں۔ اور مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي کے مصداق ٹھہریں۔

نمبر 8 بعض دوست جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔ تو جناب گذارش ہے کہ اولاً تو یہ روایت مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے۔ امام دارقطنی اور امام طحاوی فرماتے ہیں۔ وَالصَّوَابُ مِنْ فِعْلِ أَنَسٍ۔ (دارقطنی ۱ص۲۹۰، طحاوی ۱ص۲۲۷) یعنی صحیح بات یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں ہے۔ اور اس روایت میں حضور کے ساتھ غلط نسبت دی گئی۔ درحقیقت یہ جناب انس کا فعل ہے۔ نیز اس روایت میں ایک راوی ہے "عبدالوہاب ثقفی" شارح بخاری امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ مرنے سے تین سال پہلے اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور یہ آٹھویں درجے کا راوی ہے۔ (التقریب ص۲۲۲)

اس روایت کا دوسرا راوی ہے۔ "حمید الطویل" اس کے متعلق شارح بخاری امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ مدلس ہے۔ یعنی اصل روایتوں میں اپنی طرف سے بھی بعض الفاظ کا اضافہ کر دیتا ہے۔ (التقریب ص۸۴)

اور پھر جناب انس بن مالک کی روایت میں سجدہ میں جاتے ہوئے بھی رفع یدین کا ذکر کیا گیا ہے۔ (دارقطنی ۱ص۲۹۰، مصنف ابی شیبہ ۱ص۲۳۵)

کیا آپ واقعی اس روایت کو صحیح مانتے ہیں اور اگر مانتے ہیں تو پھر آج سے عامل بالحدیث بنتے ہوئے سجدہ میں جاتے ہوئے بھی رفع یدین شروع کر دیں۔ لیکن ہمارا مشاہدہ ہے کہ آپ حضرات اہل حدیث نہیں بلکہ اہل مولوی ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اکابر کی تقلید تو حرام ہو اور اصاغر بلکہ اصیغر کی جائز۔ چونکہ جناب انس کی روایت میں (وَإِذَا سَجَدَ۔ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۔) سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع یدین مسنون بیان کیا گیا ہے اور امام بخاری نے بھی جناب عبداللہ بن عمر کے حوالے سے "إِذَا سَجَدَ" کے الفاظ مرفوع بیان فرمائے ہیں۔ (جزء البخاری ص۲۴) لہٰذا جو شخص سجدہ میں جاتے

ہوئے رفع یدین نہیں کرتا اسے اس روایت کو دلیل بنانے کا کوئی حق نہیں۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

اور جناب انس بن مالک اپنی بیان کردہ روایت پر عمل کرتے ہوئے خود سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۷۰)

نمبر ۹ بعض حضرات جناب ابو موسیٰ اشعری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔ تو گذارش ہے کہ اولاً تو یہ روایت مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے۔ محدث دار قطنی فرماتے ہیں کہ جناب ابو موسیٰ اشعری کی اس روایت کو حماد بن سلمہ سے صرف نضر بن شمیل اور زید بن حباب ہی مرفوع کہتے ہیں باقی محدثین نے تو اس روایت کو موقوف کہا ہے۔ (دار قطنی ۱/۲۹۲) نیز جناب عبداللہ بن مبارک نے بھی حماد سے اس روایت کو موقوف ہی بیان کیا ہے۔
(تعلیق المغنی علی دار قطنی ۱/۲۹۲)

اور پھر اس روایت کے مرکزی راوی جناب حماد بن سلمہ ہیں۔ شارح بخاری علامہ عسقلانی فرماتے ہیں۔ آخری عمر میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ (تقریب ص۸۲)
نیز ان حماد بن سلمہ کے تین مشہور شاگرد ہیں۔ (۱) جناب عبداللہ بن مبارک (۲) نضر بن شمیل (۳) زید بن حباب۔ پہلے شاگرد جو کہ محدثین کے نزدیک معتبر ہیں۔ وہ اس روایت کو حضرت حماد سے موقوف بیان کر رہے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ اور باقی دو شاگرد جو اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ وہ اس روایت کو مرفوع بیان کرتے ہیں۔ شریعت میں بندوں کو تولا جاتا ہے گنا نہیں جاتا۔ لہٰذا یہ روایت بھی موقوف اور ضعیف ہے اس سے بھی استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

نمبر ۱۰ بعض حضرات جناب عبداللہ بن عباس کی نسبت سے بیان

کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے تو جناب اولاً تو گذارش ہے کہ جناب ابن عباس کی ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ ص ۶۲)

کیا آپ بھی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے ہر تکبیر پر رفع یدین کرتے ہیں۔ اور اگر نہیں کرتے تو کیا آپ حدیث (بزعم شما) صحیح کا انکار نہیں کر رہے۔ مثلاً صرف ایک رکعت ہی میں ۱ تکبیر تحریمہ کے وقت ۲ رکوع میں جاتے وقت ۳ رکوع سے اٹھتے وقت ۴ سجدہ میں جاتے وقت ۵ پہلے سجدے سے اٹھتے وقت ۶ دوسرے سجدے میں جاتے وقت ۷ دوسرے سجدے سے اٹھتے وقت۔ یعنی (فی کل خفض و رفع) کے اصول کے مطابق ایک آدمی کو ایک رکعت میں سات بار رفع یدین کرنا چاہیئے۔ لیکن ایک رکعت میں آپ صرف ۱ نماز شروع کرتے وقت ۲ رکوع میں جاتے وقت ۳ اور رکوع سے اٹھتے وقت ہی رفع یدین کرتے ہیں۔ یعنی ایک رکعت میں (آپکی بیان کردہ احادیث رفع کے مطابق) چار مسنون رفع یدین (جو کہ صحیح احادیث سے ثابت بھی ہیں۔ آپ کے پاس ان کے منسوخ ہونے کی کوئی پختہ دلیل بھی نہیں ہے) کے آپ تارک بلکہ منکر ہو رہے ہیں۔ کیا یہی ہے آپکی اہل حدیثیت۔ خدارا کچھ تو خیال کریں۔ جب آپ صحاح ستہ میں مذکور جناب عبداللہ بن عباس کی اس پیش کردہ روایت پر خود عمل نہیں کر رہے تو اور لوگوں کو حدیث پر عمل کرنے کے لئے آپ کس منہ سے کہتے ہیں۔ اور جو آدمی جناب عبداللہ بن عباس کے بیان کردہ رفع یدین کے مسنون طریقہ پر عمل کرتے ہوئے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں کرتا اسے جناب عبداللہ بن عباس کی روایت کو دلیل بنانے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔

نیز اس روایت کا ایک راوی ہے "عمر بن ریاح" اس کے متعلق شارح

بخاری علامہ عسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ متروک ہے۔ اور بعض محدثین نے اس کو مجروح کہا ہے۔ (تقریب صد ۱۵۲) امام نسائی نے بھی اس کو متروک الحدیث کہا ہے۔ (کتاب الضعفاء صد ۳۰) یعنی یہ اس درجہ کا راوی ہے کہ محدثین اس کو جھوٹا بھی کہتے ہیں اور اس کے جھوٹا ہونے کی وجہ سے محدثین کا اس کی روایات پر اعتماد اٹھ گیا۔ اور انہوں نے اس کی روایات لینا چھوڑ دی۔

امام بخاری کے استاد عمرو بن علی الفلاس اس کو دجال کہتے ہیں (یعنی بہت بڑا جھوٹا) امام نسائی اور امام دار قطنی کہتے ہیں کہ متروک روائتیں بیان کرتا ہے۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں۔ ثقہ راویوں کے نام سے موضوع روائتیں نقل کرتا ہے۔ امام عقیلی فرماتے ہیں۔ یہ متروک الحدیث ہے (تہذیب ج ۲ صد ۲۴۴) اور اس کے مقابلہ میں جناب عبداللہ بن عباس کی صحیح روایت موجود ہے بلکہ قولی حدیث ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کرو۔ ۱ خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت۔ ۲ نماز شروع کرتے وقت۔ ۳ صفا پر۔ ۴ مروہ پر۔ ۵ عرفات اور ۶ مزدلفہ کے وقوف کے وقت ۷ اور رمی جمار کے وقت۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ صد ۲۳۷، طبرانی کبیر ج ۱۱ صد ۳۸۵، الادب المفرد بخاری تعلیقاً۔)

نیز جناب عبداللہ بن عباس تو بیان فرماتے ہیں کہ۔ وہ دس صحابہ کرام جنہیں ان کی زندگیوں ہی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دے دی تھی (عشرہ مبشرہ) وہ سب کے سب ہی ابتدائے نماز کے علاوہ کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (عینی شرح بخاری ج ۵ صد ۲۷۲، شرح سفر السعادت صد ۶۶ وغیرہ) تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عشرہ مبشرہ سے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین نقل کرنے والے اور خود بھی صرف ابتدائے نماز میں رفع یدین کرنے والے (امام ابن ابی شیبہ نے آپ کی سات مقامات پر رفع یدین کرنے والی روایت باب۔ مَنْ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ۔

کے تحت بیان کی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام ابن ابی شیبہ کے نزدیک جناب عبد اللہ بن عباس بھی ان ہستیوں میں سے ہیں جو صرف ابتدائے نماز میں رفع یدین فرماتے تھے پھر دوبارہ پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوران نماز رفع یدین ثابت کریں۔ استغفر اللہ۔ یہ تو آپ پر بہت بڑا الزام ہوا کہ معاذ اللہ آپ ایک سنت صحیحہ سے واقف ہوتے ہوئے تمام عمر اس کے خلاف عمل کرتے رہے صحابہ کرام جو کہ نجوم ہدایت ہیں ان کے متعلق تو ایسا خیال لانا بھی گمراہی اور بے دینی ہے۔ اور اس سے تو اپنے ایمان کے ضائع ہو جانے کا خوف ہے۔

نعوذ باللہ من ذالک

نمبر ۱۱ بعض حضرات جناب جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ تو جناب گذارش ہے کہ۔ اس روایت کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی بیان فرماتے ہیں کہ جس روایت ہیں۔ ابن زبیر نے جناب جابر بن عبد اللہ سے رفع یدین کا اثبات بیان کیا ہے محدثین کرام اس روایت کو ماننے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ (تہذیب ۱۰ ص ۱۳۱) تعجب ہے کہ جس روایت کو محدثین کرام ماننے سے ہی انکار کر رہے ہیں آپ اس روایت کو دلیل بنائے بیٹھے ہیں۔ خدا کا خوف کریں۔

نیز اس روایت میں ایک راوی ہے "موسیٰ بن مسعود النہدی" اس کے متعلق شارح بخاری امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ تھا تو سچا لیکن حافظے کا بڑا کمزور تھا۔ (تقریب ص ۳۵۴) اور ظاہر بات ہے روایت کا تعلق حافظے ہی سے ہوتا ہے۔ نیز آپ نقل فرماتے ہیں۔ محدث ابن خزیمہ فرماتے ہیں اس کی حدیث سے دلیل نہ پکڑی جائے۔ امام ساجی فرماتے ہیں۔ یہ روایات میں رد و بدل کرنے والا ہے۔ اور اس کی روائتیں کمزور ہیں۔ امام احمد۔ امام ابوحاتم

اور امام ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ غلطی کرنے والا ہے۔ (تہذیب ۱۰ ص ۴۷)
اندازہ کریں کیا ایسے شخص کی روایت اس قابل ہوتی ہے کہ اس پر عقیدے کی بنیاد رکھی جائے۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرہ غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

نمبر 12 بعض حضرات جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رفع یدین والی نماز تھی۔ تو اس کے متعلق گذارش ہے کہ اس روایت میں دو راوی ضعیف ہیں۔ ۱۔ عبداللہ بن لہیعہ ۲۔ میمون مکی۔

عبداللہ بن لہیعہ کے متعلق امام نسائی فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ (کتاب الضعفاء ۱۔ ص ۲۱۵) اور شارح بخاری امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ اس کی لکھی ہوئی احادیث والی کتابیں جل گئی تھیں۔ پھر اس پر حدیثیں گڈمڈ (خلط ملط) ہوگئی تھیں۔ (تقریب ص ۱۸۶) یعنی کہیں کی روایت کہاں بیان کر دیتا۔ اور کسی روایت کے الفاظ دوسری روایت میں شامل کر کے بیان کر دیتا تھا۔

دوسرا راوی۔ میمون مکی ہے۔ اس کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ مجہول راوی ہے۔ ہم اس کو جانتے ہی نہیں کہ یہ کون تھا۔ اور کیسا تھا۔

نیز اس روایت میں ہے کہ آپ سجدے میں جاتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ تو کیا اس روایت سے رفع یدین کی دلیل پکڑنے والے حضرات سجدہ میں جاتے ہوئے بھی رفع یدین کرتے ہیں۔ اور اگر نہیں کرتے تو بہت برا کرتے ہیں کہ لوگوں کو تو کہتے ہیں کہ اس روایت پر عمل کرو اور خود اس ہی روایت کے ایک حصے کا انکار کئے بیٹھے ہیں۔ یہ کیسی دورنگی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ یعنی

یہ بات اللہ تعالیٰ کو بہت بری لگتی ہے کہ تم لوگوں کو وہ بات کہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔ خدا محفوظ رکھے۔ اوّلاً تو جس روایت پر تم خود عمل نہیں کر رہے اس روایت پر عمل کرنے کے لئے کسی اور کو کہنے کا تمہیں کیا حق ہے۔ ثانیاً ایسی ضعیف اور مجہول روایت سے دلیل پکڑنا آپ ہی کو زیب دیتا ہے۔ جبکہ انہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک شخص نے نماز پڑھی اور اس نے رفع یدین بھی کیا تو آپ نے فرمایا۔ بھائی رفع یدین نہ کرو یہ وہ کام ہے جو ابتدائے اسلام میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے۔ پھر آپ نے رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا۔ (عینی شرح بخاری ج ۵ ص ۲۷۳، شرح سفر السعادت ص ۶۶، الدرایہ ج ۱ ص ۱۱۲ وغیرہ)

تو جو عبداللہ بن زبیر لوگوں کو رفع یدین کی منسوخیت بتا کر اس سے منع فرما رہے ہیں وہ خود اس منسوخ حکم پر کیسے عمل کر سکتے ہیں۔ اور پھر روایت گھڑنے والے کو روایت گھڑنی بھی نہیں آئی۔ سچ ہے۔ نقل را عقل باید۔ اسی روایت میں ہے کہ جب راوی نے جناب عبداللہ بن زبیر کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا تو جناب عبداللہ بن عباس کے پاس جا کر کہا۔ اِنِّیْ رَاَیْتُ ابْنَ الزُّبَیْرِ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ اَرَ اَحَدًا یُصَلِّیْھَا ۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۰۸ وغیرہ) کہ میں نے ابن زبیر کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ اس طرح (رفع یدین کرتے ہوئے) نماز پڑھتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ یہ روایت تو پیش کنندگان کے خلاف جا رہی ہے کہ مکے کا رہنے والا ایک آدمی کہہ رہا ہے کہ میں نے اس طرح رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھتے کسی اور کو نہیں دیکھا۔ معلوم ہوا کہ اس دور میں مکہ مکرمہ میں رفع یدین کا عام معمول نہیں تھا۔ آج بھی اگر کوئی رفع یدین کر رہا ہے تو وہ جناب امام احمد بن حنبل کا مقلد بن کر امام حنبل کی تقلید کر کے حنبلی بن کر کرتا ہے۔ غیر مقلد بن کر نہیں کرتا۔ یار لوگ ہم پر تقلید کے فتوے لگاتے ہیں اور ادھر مطلب پرستی میں خاموش ہیں۔ کاش کوئی ان سے پوچھے

کہ اگر امام اعظم ابو حنیفہ کی تقلید ناجائز اور حرام ہے تو امام احمد بن حنبل کی تقلید کیونکر جائز ہے۔ اگر حنفی ہونا گناہ ہے تو حنبلی ہونا کیونکر جائز ہے۔ سعودی تو اپنے آپ کو علی الاعلان حنبلی کہتے ہیں۔ کبھی ان کے متعلق بھی ایک فتویٰ شائع فرمادیں۔

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

نمبر 13 بعض حضرات حضرت وائل بن حجر کی روایت کو دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ یہ روایت بھی آپ کے مطلب کی نہیں ہے بلکہ آپ کے خلاف حجت ہے۔ آپ کے لئے بہتر تھا کہ آپ اس روایت کو پیش ہی نہ کرتے۔ یہ تو شاید آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ ۱۔ ابتداء افتتاح نماز کے وقت ۲۔ رکوع میں جاتے وقت اور ۳۔ رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے ہیں۔ اور سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے حالانکہ اس روایت میں تو سجدے میں بھی رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ اگر یہ روایت آپ کی دلیل ہے تو پھر آپ سجدوں میں بھی رفع یدین کیا کریں۔ وہ بھی آپ کے نزدیک سنت متواترہ غیر منسوخہ ہے آئیں بسم اللہ کریں۔ کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ جب جناب وائل آخری دفعہ حضور سے ملے تھے۔ اس وقت آیت۔ " اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ الخ نازل ہوئی تھی اور اس کے صرف اکیاسی (۸۱) دن بعد حضور کا وصال ہو گیا تھا۔ ان ایام میں کوئی نیا حکم نازل نہیں ہوا لہٰذا جناب وائل کی بیان کردہ نماز ہی حضور کی آخری اور سنت ثابتہ والی نماز ہے۔ پھر تو ثابت ہوا کہ سجدوں کا رفع یدین بھی سنت متواترہ غیر منسوخہ ہے۔ آئیں بسم اللہ کریں اور اہل موسیٰ کے مذہب کو چھوڑ کر سچے اہل حدیث بنیں اور آج سے سجدوں میں بھی رفع یدین کرنا شروع کر دیں۔ ماننا نہ ماننا آپ کی قسمت۔ آئیں میں

احادیث شریفہ سے دکھانے کا فریضہ ادا کر دیتا ہوں۔ جناب وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو ..... وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ اَيْضًا رَفَعَ يَدَيْهِ (ابوداؤد ۱ص۱۰۵) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں سے سر اٹھاتے تھے تو بھی رفع یدین فرماتے تھے۔ نیز آپ فرماتے ہیں۔ رَفَعَ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيْرِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ اَوْ قَالَ سَجَدَ۔ (بیہقی ۲ص۲۶) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو رفع یدین کرتے یا کہا کہ جب آپ سجدہ کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

دنیائے احادیث میں آپ کے نزدیک بھی سب سے معتبر محدث امام بخاری بیان فرماتے ہیں۔ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا رَكَعَ وَسَجَدَ۔ (جزء البخاری ص۲۲) جناب وائل بن حجر بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب سجدہ کرتے تو بھی آپ رفع یدین کرتے تھے۔ کیوں جناب کیا خیال ہے۔ کیا امام بخاری کی بات مانیں گے؟ ہمیں معلوم ہے، آپ بالکل نہیں مانیں گے۔ کیونکہ آپ کا سب کچھ تو آپ کا مولوی ہے۔ قرآن وحدیث، بخاری ومسلم وغیرہ سے آپ کا کیا واسطہ۔ جس چیز کی اجازت آپ کا مولوی دے گا آپ صرف وہ کریں گے اور جس چیز کی اجازت آپ کا مولوی نہ دے وہ قرآن میں ہو، بخاری میں ہو یا مسلم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ نہیں مانیں گے۔ کیونکہ چشم بد دور۔ آپ "اہل مولوی" جو ٹھہرے۔ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ اب ذرہ مزید سنبھل جائیں کیونکہ احادیث نبویہ بلکہ یہی حضرت وائل بن حجر پہلے سے بھی زیادہ کاری ضرب آپ کے مسلک و مذہب "اہل مولوی" پر لگانے لگے ہیں۔ پڑھیں اور سر دھنیں۔ اَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيْرِ۔ (ابوداؤد ۱ص۱۰۵)

جناب وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر پر رفع یدین فرماتے تھے۔ (سنن الکبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۲۶)
رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ مَعَ التَّکْبِیْرِ۔ (تہذیب مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۰۶) ان روایات کے الفاظ میں بعض حضرات دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس تکبیر سے مراد تکبیر تحریمہ ہے۔ لہٰذا جناب وائل بن حجر ہی سے ان الفاظ کی وضاحت پوچھ لیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔
صَلَّیْتُ خَلْفَہٗ وَکَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ کُلَّمَا کَبَّرَ وَرَفَعَ (مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۰۷) کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو آپ ہر تکبیر اور ہر حرکت پر رفع یدین فرماتے تھے۔ عن وائل بن حجر قال رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَرْفَعُ یَدَیْہِ کُلَّمَا رَکَعَ وَرَفَعَ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۴) جناب وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اٹھتے اور بیٹھتے وقت (یعنی ہر تکبیر پر) رفع یدین فرماتے تھے۔ کیوں جناب کیا خیال ہے کیا آپ حضرت وائل بن حجر کی روایت کو صحیح اور آخری ایام کی مانتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھی نازل نہیں ہوا تھا لہٰذا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا صحیح طریقہ وہی ہے جو جناب وائل بن حجر نے بیان فرمایا ہے۔ تو کیا آپ۔ صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔ پر عمل کرنے کی جرأت کریں گے۔ کیا آپ فرمان مصطفےٰ۔ مَنْ اَحْیٰی سُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِأَۃِ شَہِیْدٍ۔ یعنی فساد امت کے وقت (جبکہ میری سنتوں کو چھوڑ دیا گیا ہو) جو شخص میری سنت کو زندہ کرے گا اسے اللہ تعالیٰ سو شہید کا ثواب عنایت فرمائے گا۔ (جزء البخاری ص ۱) پر یقین کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت صحیحہ متواترہ (آپ کے نزدیک کیونکہ آپ کے پاس اس کے نسخ کی کوئی پختہ دلیل نہیں ہے) یعنی سجدوں میں

رفع یدین کرنا بلکہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا۔ جس کو اور تو اور اپنے آپ کو اہلحدیث کہلانے والے بھی چھوڑ چکے ہیں۔ کو زندہ کرکے ہر تکبیر پر رفع یدین شروع کرکے حضور کی اس سنت کو زندہ کرکے سو شہید کا ثواب حاصل کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ کیونکہ آپ کے پاس اس کے نسخ کی کوئی دلیل نہیں۔

لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کبھی بھی اس شرف سے مشرف نہیں ہوسکیں گے کیونکہ آپ کے مولوی صاحب جن کے آپ مقلد ہیں وہ آپ کو اس بات کی کبھی بھی اجازت نہیں دیں گے اور جس بات کی اجازت مولوی صاحب نہ دیں وہ تو آپ کرنے سے رہے۔ آخر آپ سچے پکے مخلص اور (بزعم خویش) صحیح العقیدہ اور اہل مولوی ہیں۔ حنفی حضرات تو آپ کے عقیدے کے مطابق ایک رکعت میں دو دفعہ یعنی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت کے رفع یدین کے تارک ہیں لیکن آپ حدیث وائل کی روشنی میں ایک رکعت میں چار دفعہ کے رفع یدین کو چھوڑے بیٹھے ہیں۔ تعجب ہے کہ آپ کے نزدیک دو بار کے رفع یدین کا تارک تو مطعون و گناہ گار ہے اور حدیث کے مطابق چار بار کے رفع یدین کا تارک بالکل پکا سچا صحیح العقیدہ، سنت پر عمل کرنے والا اور بزعم خود اہلحدیث ہو۔

جسے چاہیں حق جانتے ہیں جسے چاہیں خطا گردانتے ہیں
مسلّم اونٹ اور ہاتھی نگل کر وہ بیٹھے مچھروں کو چھانتے ہیں

اور پھر جناب وائل بن حجر کی جتنی بھی روائتیں ہیں اور جو کہ آپ کے نزدیک آخری ایام کی اور ناسخ و منسوخ کے چکر سے مبرا ہیں۔ ان میں سے کسی ایک میں بھی تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ ان آخری ایام میں سجدوں میں تو رفع یدین ہوتا تھا۔ لیکن تیسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے رفع یدین نہیں ہوتا تھا۔ یہ بحث اس صورت میں ہوگی جبکہ آپ ہر تکبیر اور ہر اٹھتے اور بیٹھتے وقت رفع یدین کی

روایت کو نہ مانیں گے ۔ لیکن تعجب ہے کہ حضرت وائل کی روایات میں سجدہ میں جاتے ہوئے اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کو مسنون بتایا جارہا ہے ۔ لیکن آپ اس سنت کو ماننے سے انکار کررہے ہیں اور اس روایت میں جس مقام پر رفع یدین کا ذکر نہیں ہے یعنی تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت ۔ اس کو آپ سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ یہ حدیث پر عمل ہے یا حدیث پر مخالفت ہے ۔ خدارا کچھ تو خوف کریں. سادہ لوح عوام کو یوں گمراہ نہ کریں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

تعجب ہے کہ جو ایک دیہاتی آدمی ایک آدھ بار بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا ہے اس کے بیان پر اتنا اعتماد اور جو عبد اللہ بن مسعود آپ کے سفر و حضر کے ساتھی تھے ۔ حضور کا جوڑا (نعلین پاک) تکیہ ، مسواک اور لوٹا وغیرہ آپ کے پاس رہتا تھا ۔ (بخاری صہ ۵۳۱) یعنی آپ کو حضور کی بارگاہ کا وہ قرب حاصل تھا جو ہر کسی کو نہیں ہوتا ۔ نماز میں بھی حضور ۔ جناب عبد اللہ بن مسعود کو خود حکم فرماکر پہلی صف میں اپنے قریب کھڑا فرماتے تھے اور باہر سے آنے والا شخص کسی پچھلی صف میں ہی کھڑا ہوا ہو گا ۔ ان جناب عبد اللہ بن مسعود کے مقابلے میں وائل بن حجر کی روایت کو ترجیح دینا حدیث اور اصول حدیث نیز روایت و درایت کا خون کرنے کے مترادف ہے ۔ اسی لئے جناب ابراہیم نخعی (جلیل القدر تابعی) نے وضاحت فرمائی ۔ لَمْ یَرَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّی اِلَّا ذَالِکَ الْیَوْمَ فَحَفِظَ ھٰذَا مِنْہُ وَلَمْ یَحْفَظْہُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّاَصْحَابُہٗ مَا سَمِعْتُہٗ مِنْ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اِنَّمَا کَانُوْا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوۃِ حِیْنَ یُکَبِّرُوْنَ ۔ (مؤطا امام محمد صہ ۳۵) فَغَضِبَ وَقَالَ رَآہُ ھُوَ وَلَمْ یَرَہٗ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عنہ وَلَا اَصْحَابُہٗ (شرح معانی الآثار ۱/صہ ۲۲۵) فَقَالَ اِنْ کَانَ وَائِلٌ رَآہُ مَرَّۃً یَفْعَلُ ذَالِکَ

نقد رآہ عبد اللہ خمسین مرۃ لا یفعل ذالک۔ (طحاوی ۱ صـ۲۲۴) فقال ابراھیم ما اری اباہ رآی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ذالک الیوم الواحد نحفظ ذالک وعبد اللہ لم یحفظ ذالک منہ (سنن الکبری ۲ صـ۸۱، جوہر النقی ۲ صـ۷۹، دار قطنی ۱ صـ۲۹۱، آثار السنن صـ۲۰۴) فقال اعرابی لا یعرف شرائع الاسلام ولم یصل مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا صلوۃ واحدۃ وقد حدثنی من لا احصی عن عبد اللہ ابن مسعود انہ کان یرفع یدیہ فی بدء الصلوۃ فقط وحکاہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ملازم لہ فی اقامتہ واسفارہ وقد صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما لا یحصی۔ (جامع المسانید ۱ صـ۳۵۸، مسند امام اعظم صـ۲۷) احفظ وائل ونسی ابن مسعود (مسند ابو یعلی بحوالہ تعلیق المغنی ۱ صـ۲۹۱ علی دار قطنی) وعبد اللہ عالم بشرائع الاسلام وحدودہ متفقد لاحوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ملازم فی اقامتہ وفی اسفارہ وقد صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما لا یحصی۔ (مسند امام اعظم صـ۲۷)

نخعی گفت نمیدانم مگر وے ندید آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در نماز مگر ھماں روز پس یاد گرفت ایں عمل را از وے و یاد نگرفتند ابن مسعود و اصحاب او ندیدیم و نشنیدیم آنرا من از ہیچ یکے از ایشاں و ایشاں بر نمیداشتند دستہائے خود را جز در ابتدائے نماز نزد تکبیر۔ (شرح سفر السعادت از محقق بالاتفاق جناب شیخ عبد الحق محدث دہلوی صـ۶۵)

تابعی کبیر جناب نخعی غضبناک ہو گئے اور آپ نے فرمایا وائل ایک دیہاتی آدمی ہیں۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک آدھ نماز پڑھی ہے اور وہ (جناب عبد اللہ بن مسعود کی طرح) احکام اسلام کو نہیں جانتے۔ کیا وائل نے (جس نے ایک آدھ نماز حضور کے

ساتھ پڑھی ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ یاد رکھا اور جناب عبداللہ بن مسعود حضور کی نماز کا طریقہ بھول گئے (ناممکن ہے) اگر وائل نے ایک بار دیکھا کہ حضور رفع یدین کر رہے تھے تو جناب عبداللہ بن مسعود نے پچاس بار دیکھا (کثرت تعداد کے لئے ایک عدد کا استعمال کیا گیا ہے ورنہ آپ کی نمازوں کی تعداد حضور کی معیت میں بے شمار ہے) کہ حضور رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور آپ کے اسلام کے جاننے والے اور حضور کی سنت کو تحقیق کے ساتھ معلوم کرنے والے ہیں۔ آپ نے حضور کے ساتھ سفر و حضر میں خصوصی خادم کی حیثیت سے خدمات سر انجام دی ہیں۔ آپ نے حضور کے ساتھ اتنی نمازیں پڑھی ہیں کہ شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (ناممکن ہے کہ آپ کو حضور کی نماز کا طریقہ معلوم نہ ہو)

قارئین کرام! اب آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ محدثین کرام کیا فرما رہے ہیں۔ یعنی ایک دیہات میں رہنے والا آدمی جس نے صرف ایک ہی نماز حضور کے ساتھ پڑھی ہے اور دوسرا حضور کا خادم خصوصی، سفر و حضر میں آپ کا رفیق و دمساز اور آپ کے پیچھے سینکڑوں نمازیں پڑھنے والا۔ جس سے صحابہ مسائل پوچھا کرتے تھے۔ حضور کی بارگاہ کے وہ معتمد حافظ اور قاری جن کے متعلق آپ نے فرمایا تھا۔ عبداللہ بن مسعود سے قرآن سیکھو۔ (بخاری ص۵۳۱) نیز یمن سے آکر مدینہ شریف میں سکونت اختیار کرنے والے صحابی جناب ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ جناب ابن مسعود اتنا زیادہ حضور کے گھر آتے جاتے تھے کہ میں کافی عرصہ تک آپ کو حضور کے اہل بیت میں سے سمجھتا رہا۔ (بخاری ص۵۳۰) وہ ابن مسعود جن کے متعلق صحابہ کا نظریہ تھا کہ آپ عادات و خصائل اور وضع قطع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔ (بخاری ص۵۳۱) کیا یہ ہستی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کو معمولات کو بہتر جانتی ہے یا وہ آدمی جو یمن سے آیا حضور کے پیچھے ایک نماز پڑھی اور

چلا گیا اور پھر کبھی آنے کا اتفاق ہوا بھی تو کچھ دیر ٹھہرا اور اسی دن واپس چلا گیا۔ وہ بہتر جانتا ہے؟ ہے کوئی مقابلہ ان دونوں میں؟ جناب عبداللہ بن مسعود کی روایت کے مقابلہ میں جناب وائل حضرمی کی روایت کو ترجیح دینا انصاف کا خون کرنا ہے۔ کسی کے شب و روز کے معمولات کو سب سے زیادہ بہتر وہی جانتا ہے جسے اس ہستی کا شرف صحبت زیادہ نصیب ہوا ہو۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود وہ ہیں جو زمانے میں "صَاحِبُ النَّعْلَیْنِ وَالْوِسَادَۃِ وَالْمُطَهَّرَۃِ" کے لقب سے مشہور تھے۔ اور باہر سے آنے والے لوگ انہیں اہل بیت میں سے سمجھتے تھے۔ اسی لئے جلیل القدر تابعی جناب ابراہیم نخعی نے حضرت وائل کے مقابلہ میں حضرت ابن مسعود کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ لہٰذا یہ روایت بھی مرجوح قرار پائے گی۔ نیز اس روایت کو پیش کرنے والے حضرات تو کم از کم اس پر عمل کر کے دکھائیں۔ یہ روایت قیامت تک ان حضرات پر حجت رہے گی۔ یعنی جو شخص اس روایتِ وائل کی صحت پر یقین رکھتا ہے وہ سجدہ میں جاتے ہوئے اور سجدے سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنا شروع کر دے اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنا چھوڑ دے یا پھر ہر تکبیر پر رفع یدین کرنا شروع کر دے۔ اس حدیث پر عمل کرنا ہو تو آپ کو سابقہ طریقہ چھوڑنا پڑے گا۔ بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ۔

نمبر 14 بعض حضرات تو اپنے مؤقف کو لوگوں کی نظروں میں زیادہ معتبر کر کے دکھانے کے لئے حد سے گزر جاتے ہیں اور ایسی ایسی روایات گھڑنا شروع کر دیتے ہیں جس سے قرآن پاک اور حدیث کی توہین نکلتی ہے۔ اور شعائر اسلام سے عوام الناس کی دوری کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مثلاً بعض مفتری کہتے ہیں کہ جی۔ فرشتے بھی رفع یدین کرتے ہیں اور یہ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ کے تحت لفظ "وانحر" سے ثابت کیا جاتا ہے۔ اولاً تو کائنات کی کوئی لغت آپ کے اس لطیفے کی تائید نہیں کرے گی کہ وانحر کے معنی ہیں رفع یدین

کر. آج تک تو دنیا کی کسی لغت میں نحر کا معنی رفع یدین نہیں کیا گیا۔ اور شاید
آپ کا جبریل بھی لغت عرب سے ناواقف تھا جس نے نحر کا معنی رفع یدین
کیا۔ اس طرح ایک تو قربانی جیسے عظیم شعائر اسلام سے انکار کرنا پڑے گا۔
اور پھر اگر واقعی نحر کا معنی رفع یدین ہے تو پھر جب رفع یدین کا امر وجوبی اللہ
کے قرآن سے ثابت ہو رہا ہے تو پھر رفع یدین فرض قرار پائے گا اور اس کا منکر
کافر ہوگا۔ اور رفع یدین نہ کرنے والے کی کسی بھی صورت نماز نہیں ہوگی۔ حالانکہ احادیث
صحیحہ سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بہت سے صحابہ
کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ کرام، محدثین ومفسرین واکابرین اسلام رفع
یدین نہیں کرتے تھے۔ پھر ان کی نمازوں کا کیا بنے گا۔ اور پھر اگر فرشتوں ہی کی
سنت پر عمل کرنا ہے تو پھر وہ تو نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ سوتے ہیں نہ شادیاں
کرتے ہیں۔ آپ بھی یہ کام بلکہ وہ تمام کام جو فرشتے نہیں کرتے چھوڑ دیں اور جو
جو فرشتے کرتے ہیں وہ سب کرنا شروع کر دیں۔ اگر آپ نحر سے مراد۔ رفع یدین
لیں تو دین ایک لطیفہ بن جائے گا۔ یعنی احادیث قدسیہ میں جہاں جہاں لفظ نحر
استعمال ہوا ہے وہاں اس کا ترجمہ رفع یدین کریں اور پھر تماشہ دیکھیں۔ مثلاً نَحَرَ
رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِہٖ ۔ (بخاری ص۲۳۱ ص۲۴۱
وغیرہ) آپ کا ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج
مطہرات کی طرف سے رفع یدین کیا۔ نَحَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم
بِیَدِہٖ سَبْعَۃَ بُدْنٍ (بخاری ص۲۳۱) آپ کا ترجمہ یوں ہوگا۔ کہ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سات قربانی کے جانوروں
پر رفع یدین کیا۔ الغرض یہ ترجمہ کرتے جائیں اور دین کا مذاق اڑاتے جائیں۔
العیاذ باللہ۔ پھر تو یوم النحر سے مراد رفع یدین کا دن ہوگا۔ آیئے اس لفظ کا معنی
سمجھنے کے لئے ایک حدیث شریف پڑھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ۱۰ ذوالحجہ کو منا کے مقام پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور فرمایا ۔۔۔۔۔

آج کونسا دن ہے؟ صحابہ نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اَلَیْسَ یَوْمُ النَّحْرِ۔ کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ہاں آقا واقعی آج قربانی کا دن ہے ..... الخ (بخاری صـ۸۳۳ وغیرہ) اور دنیا جہان کے کسی مترجم حتیٰ کہ کسی غیر مسلم نے بھی اس لفظ کا یہ ترجمہ نہیں کیا۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ ادا نہ دے

مخالفین حضرات کے من بھاتے مترجم شاہ رفیع الدین کا اس آیت کا ترجمہ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ پس نماز پڑھ واسطے پروردگار اپنے کے اور قربانی کر۔ اور محسن اہلحدیث محدث ومفسر وملہم اہلحدیث مولوی وحید الزمان اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اپنے مالک کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ باقی اس لغوی بات کے لئے دلائل پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ صرف آپ کے ایک من پسند مفسر کی رائے نقل کر دیتا ہوں پڑھیں اور اگر خدا توفیق دے تو مان بھی لیں ورنہ پھر آپ کو ایک دن خدا کے حضور تو حاضر ہونا ہی ہے۔ آٹے دال کا بھاؤ خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ لیکن وہاں کا مانا ہوا کچھ فائدہ نہ دے گا بہتر ہے کہ حق کو آج ہی مان لیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ یہ بہت ہی منکر روایت ہے اور قربانی کے علاوہ اس آیت کی تفسیر میں تمام اقوال مردود ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر اردو جـ۵ صـ۱۱۲)

ایسی ضد کا کیا ٹھکانا دین حق پہچان کر
ہم ہوئے مسلم تو وہ مسلم سے کافر ہو گئے

جس طرح مخالفین حضرات آج تک اس بات میں لاجواب اور کھسیانے ہیں کہ صحیح احادیث سے تو ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا ثابت ہو رہا ہے۔ اور اگر ہر تکبیر پر رفع یدین والی روایات کی تضعیف بھی کر دیں (جیسا کہ ان کی عادت ہے بلکہ ان کے ہر چھوٹے بڑے کو یہ سبق دیا جاتا ہے کہ جو بھی روایت کوئی تمہیں تمہارے مسلک کے خلاف دکھائے یا سنائے فوراً۔ ضعیف ہے

کا نعرہ لگا دیا کرو۔ حالانکہ وہ بیچارے یہ بھی نہیں جانتے ہوتے کہ حدیث ضعیف کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہوتا ہے۔ لیکن بے چارے اپنے مسلک سے مجبور ہو کر اہل مولوی ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے ایسا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس انکار حدیث کی وبا سے محفوظ رکھے۔ ان لوگوں کی ہر وقت کی بے جا تضعیف و تنکیر نے بہت سے لوگوں کا حدیث شریف سے اعتماد ہی اٹھا دیا ہے اور انہیں منکر حدیث بنا دیا ہے العیاذ باللہ) اگرچہ یہ صحیح احادیث صحاح ستہ کی احادیث ہیں تو پھر بھی سجدہ میں جاتے ہوئے اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنے کی ممانعت اور نسخ پر کوئی معتبر دلیل قیامت تک نہیں لا سکتے۔ جیسا کہ محدث نیموی نے لکھ دیا ہے۔ لَمْ يُصِبْ مَنْ جَزَمَ بِأَنَّهُ لَا يَثْبُتُ شَيْئٌ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُوْدِ وَمَنْ ذَهَبَ إِلَى نَسْخِهِ فَلَيْسَ لَهُ دَلِيْلٌ عَلَى ذَالِكَ۔ (آثار السنن صہ ۲۰۵)

بس قرآن و حدیث کو چھوڑ کر صرف اہل مولوی بنے ہوئے ہیں کہ جہاں اپنے مولوی نے کہہ دیا وہاں کر رہے ہیں اور جہاں سے اپنے مولوی نے منع کر دیا وہاں نہیں کرتے۔ محسن و محدث و مفسر و ملہم اہلحدیث مولوی وحید الزمان بھی ان حضرات کی اس عادت پر بڑا پریشان ہے لکھتا ہے۔ ہمارے اہلحدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ اور مولوی اسماعیل صاحب۔۔۔۔ کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کہیں مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا بس اس کے پیچھے پڑ گئے۔ برا بھلا کہنے لگے۔ بھائیو ذرا تو غور کرو اور انصاف کرو جب تم نے ابو حنیفہؒ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متأخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔ (حیات وحید الزمان صہ ۱۰۲)

نیز لکھتے ہیں۔ غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین اور صحابہؓ اور تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اسکو بھی نہیں مانتے (حیات وحید الزمان صہ ۱۰۲) اللہ تعالیٰ انکے شر سے محفوظ رکھے۔ اور حق واضح ہو جانے پر مان لینے کی توفیق دے۔ اللھم یا ربنا آمین بجاہ سید المرسلین۔

CS CamScanner

صاحب تصانیف کثیرہ

محقق اہلسنت علامہ حافظ **شفقات احمد** صاحب نقشبندی گیلانی مدظلہ العالی

رسول اللہ ﷺ کی نماز	مناقب اہل بیت	افضلیت شیخین
کردار یزید	علم مصطفےٰ ﷺ	الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
تحقیق رفع یدین	رکعات تراویح	فاتحہ خلف الامام
طلاق ثلاثہ	ذکر کربلا	تفسیر آیت معراج
الرسول اسماء رسول	انگوٹھے چومنا	تفسیر آیہ نور
مسلک حق اہلسنت	نماز اور قرآن	مسائل رمضان
مسائل اعتکاف	مناظرہ حیات عیسیٰ علیہ السلام	مسائل قربانی

جامع مسجد درس القرآن

مستند دیسی دواخانہ

پتہ: چوک رضائے مصطفےٰ رسول نگر روڈ علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

جامعہ نوریہ رضویہ برکات القرآن